بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۳۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

الفضل ربوہ

روزنامہ

مسیح موعود نمبر

بروز بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

جلد ۶۸ / ۳۳ | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۔ ۲۱ امان ۱۳۵۸ہش ۔ ۲۱ مارچ ۱۹۷۹ء | نمبر ۶۵

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مَا جِئۡتُکُمۡ فِیۡ غَیۡرِ وَقۡتٍ عَابِثًا

(اے لوگو! مَیں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا)

مَا جِئۡتُکُمۡ فِیۡ غَیۡرِ وَقۡتٍ عَابِثًا
اے لوگو! مَیں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا

قَدۡ جِئۡتُکُمۡ وَالۡوَقۡتُ کَلَیۡلٍ مُّظۡلِمٍ
مَیں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی

صَارَتۡ بِلَادُ الدِّیۡنِ مِنۡ جَدۡبٍ عَتَا
دینِ اسلام کے علاقے اس قحط کی وجہ سے جو غالب آگیا

اَقۡوٰی وَاَقۡفَرَ بَعۡدَ رَوۡضٍ تَعۡلَمُ
خالی ہوگئے بعد اس کے کہ وہ ایک باغ کی طرح تھے

هَلۡ بَقِیَ قَوۡمٌ خَادِمُوۡنَ لِدِیۡنِنَا
کیا وہ قوم باقی ہے جو ہمارے دین کی خدمت کریں

اَمۡ هَلۡ رَاَیۡتَ الدِّیۡنَ کَیۡفَ یُحَطَّمُ
کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ دین کو کس طرح مسمار کیا جا رہا ہے

فَاللّٰہُ اَرۡسَلَنِیۡ لِاُحۡیِیَ دِیۡنَہٗ
سو خدا نے مجھے بھیجا تا کہ مَیں اس کے دین کو زندہ کروں

حَقٌّ فَهَلۡ مِنۡ رَّاشِدٍ یَسۡتَسۡلِمُ
یہ سچ ہے۔ کیا کوئی ہے جو خدا کی بات مانے؟

فِیۡ وَجۡهِنَا نُوۡرُ الۡمُهَیۡمِنِ لَائِحٌ
ہمارے چہرہ پر خدا تعالیٰ کا نُور ظاہر ہے۔

اِنۡ کَانَ فِیۡکُمۡ نَاظِرٌ مُّتَوَسِّمٌ
اگر تم میں سے کوئی دیکھنے والا ہے تو دیکھ سکتا ہے

اَللّٰہُ اٰثَرَنَا وَکَفَّلَ اَمۡرَنَا
خدا نے ہمیں چُن لیا ہے اور ہمارے کام کا متکفل ہوگیا ہے

فَالۡقَلۡبُ عِنۡدَ الۡفِتَنِ لَا یَتَجَمۡجَمُ
پس دِل فتنوں کے وقت متردد نہیں ہوتا

مَلِکٌ فَلَا یُخۡزٰی عَزِیۡزُ جَنَابِہٖ
وہ بادشاہ ہے اسکی طرف سے عزت یافتہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا

اِنَّ الۡمُقَرَّبَ لَا اَبَا لَکَ یُکۡرَمُ
اور اس کا مقرب ضرور عزت پاتا ہے

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

یارو مسیح پاک کہ تھی جن کی انتظار
راہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آکے چلے بھی گئے وہ آہ
ایام سعد ان کے بسرعت گزر گئے
آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے
پل بھر میں میں سینکڑوں برسوں کی ڈھل گئی
صدیوں کے بگڑے ایک نظر میں سدھر گئے
پر کر گئے فلاح سے جھولی مراد کی
دامانِ آرزو کو سعادت سے بھر گئے

(منتخب اشعار از کلام محمود)

٥

روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتی ہوئی عظیم الشان دلیل صداقت

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق آج سے قریب سو سال قبل چودھویں صدی ہجری کے سر پر آنحضورؐ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود کے منصب جلیل پر سرفراز فرمایا اور آپؑ نے خدائی حکم کے ماتحت اپنے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو آپؑ نے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی رو سے اپنی صداقت کو عدہا براہین نیرّہ کی رو سے ثابت کیا اور اللہ تعالیٰ نے خود ہزارہا مہتم بالشان نشان ظاہر کر کے آپؑ کی صداقت کو دنیا پر آشکار فرمایا۔

ان صدہا محکم دلائل اور ہزارہا درخشندہ آسمانی نشانوں میں سے ایک نشان یا ایک دلیل صداقت ایسی ہے جو زمانہ اور وقت نے خود مہیّا کی اور یہ اس روز سے کہ جب یہ منصۂ شہود پر آئی روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتی چلی آرہی ہے۔ ہر دن جو چڑھتا ہے اسے نمایاں تر اور روشن تر کرنے کا موجب بنتا ہے اور اب جبکہ ایک صدی اس کے ظہور پر پوری ہوا چاہتی ہے اس برہان ساطعہ کی چمک دمک اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی اپنے کمال کو پہنچ کر اس شان سے اتمام حجت کر رہی ہے کہ دنیا کے لئے بجز اقرار کے کوئی جائے مفر نہیں ہے۔ اس عظیم الشان دلیل صداقت کو جو حجت قاطعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اجاگر کرنا فی الوقت ہمارے مدّنظر ہے۔

سن ہجری کی بارہ صدیاں گزرنے کے بعد بعض احادیث اور بزرگان سلف کے بعض اقوال کی رو سے امت مسلمہ مسیح موعودؑ اور مہدیؑ مسعود کے ظہور کا بڑی شدت اور بیتابی سے انتظار کر رہی تھی۔ انتظار میں بے تابی اور بے چینی کی یہ کیفیت بلاوجہ نہیں تھی اس لئے کہ ظہور مہدی کے متعلق کتب احادیث اور بزرگان سلف کی کتب میں جس زمانہ اور مدت کی تعیین کی گئی تھی وہ پوری ہوا چاہتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سب کی آنکھیں دورافق پار جمی ہوئی تھیں اور سب ہی سراپا انتظار بنے بیٹھے تھے کہ نہ معلوم کب اور کس وقت مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ ظہور فرما ہو جائیں۔ انتظار کی وجہ نواب سید صدیق حسن خان صاحب کے ان الفاظ سے ظاہر و باہر ہے:۔

"و بعض از مشائخ و اہل علم گفتہ اند کہ خروج او بعد دوازدہ صد سال از ہجرت شود و ورنہ از سیزدہ صد تجاوز نہ کند"

(آثار القیامۃ فی حجج الکرامہ ص۳۹۵)

یعنی مشائخ اور اہل علم لوگوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ظہور ہجرت سے بارہ سو سال بعد ہوگا ورنہ تیرہ سو سال سے ہرگز تجاوز نہ کرے گا۔

اسی طرح اسی زمانہ میں حضرت سید شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ مصری گنج کلکتہ ۱۲۶۸ھ کے آخر میں رقم فرمایا:۔

"اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے آثار عشریہ میں لکھا ہے کہ بعد بارہ سو ہجری کے حضرت مہدیؑ کا انتظار چاہیئے اور شروع میں صدی کے حضرت کی پیدائش ہے۔"

ان اور دیگر بزرگان سلف کے اقوال کی بنیاد خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث تھی جسے النجم الثاقب میں علامہ عبدالغفور صاحب نے بھی نقل کیا ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

"عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ يَمَانٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَضَتْ أَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَأَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ"۔

(النجم الثاقب جلد۲ ص۲۰۹)

یعنی حذیفہؓ بن یمان سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ۱۲۴۰ برس (بعد از ہجرت) گزر جائیں گے تب اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدیؑ کو بھیجے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث اور بزرگان سلف کی ان واضح اور غیر مبہم تصریحات کی موجودگی میں امت مسلمہ کے افراد تیرھویں صدی ہجری کے اواخر میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے کیوں بیتابی سے منتظر نہ ہوتے اور خود سراپا انتظار حکیم مومن خان مومنؔ اپنے انتظار کا ذکر کیوں نہ اس شعر میں کرتے ؎

"زمانہ مہدیؑ موعودؑ کا پایا اگر مومنؔ
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرتؐ کا"

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور بزرگانِ سلف کی تصریحات کے عین مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۱۲۹۰ھ میں چودھویں صدی کے سر پر آپ عین چالیس برس کی عمر میں شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو کر دعویٰ مہدویت کے ساتھ ظاہر ہوئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدے کو پورا کیا اور اپنے رسولؐ کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ آپؑ نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کے ساتھ ایک نشان کے طور پر پیشگوئی کے رنگ میں یہ بھی فرمایا:۔ ؎

"مسرکو بیٹھو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار"

اس وقت سے ہی ہر دن جو طلوع ہوتا ہے وہ از خود اس حقیقت کو دنیا پر آشکار کرتا ہوا طلوع ہوتا ہے کہ بجز حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی اور مسیح و مہدی ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ آنے والا آچکا۔ یہ ایک ایسی مہتم بالشان دلیل صداقت ہے جو ہر روز پہلے سے زیادہ کر شان کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور نمایاں سے نمایاں تر اور روشن سے روشن تر ہوتی چلی آرہی ہے اور اب جبکہ چودھویں صدی بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے اور پندرھویں صدی کا سر گزر رہا ہے اس دلیل صداقت کی چمک دمک اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی اپنے کمال کو جا پہنچی ہے اور اب اس جہت سے بھی حجت تمام ہو چکی ہے اور اب دنیا کیلئے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے اس اعلانِ صداقت کو دل سے تسلیم کرنے کا وقت آپہنچا ہے کہ ؎

"میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار۔"

ارشاداتِ عالیہ امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر خدا نے پھر اپنے عہد کو یاد کیا اور دینِ اسلام کی تجدید فرمائی

یہی وہ زمانہ ہے جس کا وعدہ تھا اور جس کے سب منتظر تھے حسبِ وعدہ مسیح موعود آگیا اور وہ میں ہی ہوں

یہ شرف مجھے ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے اور وہ ہیں ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

"وہ (خدا) چاہتا تھا کہ یہ باغ (اسلام) ہمیشہ سرسبز رہے اس لئے اُس نے ہر ایک صدی پر اِس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کے لئے قائم ہؤا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو ان کے رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سُنّت کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو یاد کیا اور دینِ اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔" (لیکچر سیالکوٹ)

"یہی وہ زمانہ ہے جس کیلئے مسلمان اپنے اعتقاد کے موافق اور عیسائی اپنے خیال پر منتظر تھے یہی وہ وقت تھا جس کا وعدہ تھا۔ اب آنے والا آگیا خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے لوگوں کی تائید میں زبردست نشان ظاہر کیا کرتا ہے اور دلوں کو منوا دیتا ہے۔ جو کچھ مسیح موعود کے لئے مقدر تھا وہ ہو گیا۔ اب کوئی مانے نہ مانے مسیح موعود آگیا اور وہ میں ہی ہوں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۸۵)

"میں اِس کو بار بار بیان کروں گا اور اِس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۱)

"یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دُنیا بے خبر ہے یعنی سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دُنیا نہیں جانتی ہم نے اُس خدا کو اِس نبیؐ کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اِس نبیؐ کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصّوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اِس نبیؐ کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبیؐ کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دُنیا اِس سے بے خبر ہے۔"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۲۸ ، ۲۹)

کَلَامُ الْاِمَامِ، اِمَامُ الْکَلَامِ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم فارسی و اردو کلام

منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم ❊ کہ او مجدّدِ ایں دین و رہنما باشد

مجھے غیب سے یہ خبر ملی ہے کہ مَیں وہی انسان ہوں جو اِس دین کا مجدّد اور راہنما ہے

لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود ❊ ندائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد

ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت انسان کی پناہ ہوگا۔ اور کھلی کھلی فتح کا شہرہ ہمارے نام پر ہوگا

عجب مدار اگر خلق سُوئے ما بدوند ❊ کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گدا باشد

اگر مخلوقات ہماری طرف دوڑ کر آئے تو تعجب نہ کر کہ جہاں دولتمند ہوتا ہے وہاں فقیر جمع ہو جاتے ہیں

گُلے کہ رُوئے خزاں را گہے نخواہد دید ❊ بباغِ ماست اگر قسمتت رسا باشد

وہ پھول جو کبھی خزاں کا مُنہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یاور ہو

منم مسیح بیانگِ بلند مے گویم ❊ منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

مَیں بلند آواز سے اعلان کرتا ہوں کہ مَیں ہی مسیح موعود ہوں اور مَیں ہی اُس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے

مقدّر است کہ رُوئے بریں ادیمِ زمیں ❊ ہزارہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

یہ بات مقدّر ہو چکی ہے کہ ایک دن اس رُوئے زمین پر ہزاروں جان و دل میری راہ پر قربان ہوں گے

زمینِ مُردہ ہمیں خواست عیسوی انفاس ❊ زِ وعظِ بے عملاں خود اثر کجا باشد

مَری ہوئی زمین بھی دمِ عیسیٰ کو چاہتی ہے۔ جو آپ بے عمل ہوں اُن کے وعظ کا اثر کہاں ہوتا ہے

کشادہ اند درِ فضل گر کنوں نائی ❊ ز نامساعدیٔ بخت نارسا باشد

فضل کے دروازے کھولے گئے ہیں اگر تُو اب بھی نہ آئے تو یہ تیری بدبختی کی نحوست ہے۔

(تریاق القلوب)

مَیں وہ ہوں نُورِ خدا جس سے ہُوا دِن آشکار

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہو کر مسیح ❊ خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے ❊ ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ ❊ نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں ❊ ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے ❊ وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب ❊ وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ❊ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

ابنِ مریم ہوں مگر اُترا نہیں مَیں چرخ سے ❊ نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام ❊ کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا ❊ مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر ❊ مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں ❊ عمرِ دُنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار

اس کے آتے آتے دِیں کا ہو گیا قصّہ تمام ❊ کیا وہ تب آئے گا جب دیکھے گا اِس دیں کا مزار

کشتیٔ اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے ❊ اے جنوں کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دِیں کہ مَیں ہوں اشکبار

(انتخاب از نظم "دلائل صداقت مسیح موعود و تبلیغ عام" منقول از براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم)

قریباً نوّے سال قبل اسلام کی ہمدردی اور غمخواری سے لبریز ایک نہایت پیاری اور شیریں آواز بلند ہوئی

آج وہی اکیلی آواز لاکھوں انسانوں کی آواز بن کر ساری دُنیا کے گِرد چکّر لگا رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کا ایک رُوح پرور اقتباس

"اے ہمارے ربّ! ہم نے ایک ایسی آواز سُنی جو نہایت شیریں اور پیاری ہے اور اسلام کی ہمدردی اور غمخواری سے لبریز ہے۔ یہ وہ آواز ہے جو ہمیں کہتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہُوں اور تمہیں خدا کی طرف لے جانے کے لئے آئی ہوں۔ یہ وہ آواز ہے جس نے ہمیں نورِ فراست عطا کیا جو صرف اِسلام کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ وہ آواز ہے جس نے ہمارے دِلوں میں توحیدِ حقیقی اور عظمتِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قائم کیا۔ یہ وہ پیاری آواز ہے جس نے ہمیں علیٰ وجہ البصیرت یہ یقین دلایا اور ہمیں اِس ایمان پر قائم کیا کہ قرآن کریم نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آخری شریعت ہے بلکہ ایک کامل اور مکمّل ہدایت نامہ ہے۔ انسان کی نجات کی سب راہیں اِسی سرچشمہ سے نکلتی ہیں۔ خدا تعالیٰ تک پہنچانے والا ہر راستہ قرآن کریم کے نُور ہی سے منوّر ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم نے اس آواز کو سُنا ہم اس منادی پر ایمان لائے۔ ہم نے اِس حقیقت کو جانا اور اس صداقت کو پہچانا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اسلام کی آخری جنگ حضرت محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ جیتی جائے گی۔ آخری فتح اِسلام کو ہو گی۔ تمام شیطانی قوتیں پسپا ہو جائیں گی، اِسلام کا سُورج تمام دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور ہر مُلک میں حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند ہو گا، دوسرے سب جھنڈے سرنگوں ہو جائیں گے .....

اے ہمارے ربّ! جب ہم نے اس منادی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تمام ادیان کو تیری طرف بُلانے کی کوشش شروع کی تو مخالفینِ اسلام کو تو غصّہ آنا ہی تھا کیونکہ ان کو تو یہ نظر آنے لگا کہ اب پیار کے ساتھ، دلائل کے ساتھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجے میں اور آپ کے رُوحانی فرزند پر نازل ہونے والے آسمانی نشانوں کے ذریعہ سارے ادیان مٹا دئے جائیں گے اِس رنگ میں کہ ان کے ماننے والے حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں گے، وہ لوگ بھی جن کی چودھراہٹ جاتی تھی ..... انہوں نے بھی اِس آواز کو دبانے کے لئے بھرپُور کوشش کی حتّٰی کہ ساری دُنیا اکٹھی ہو گئی کہ یہ آواز بلند نہ ہو۔ مشرق اور مغرب کی طاقتیں اور دُنیا کے امیر ترین ممالک اِس آواز کو دبانے کے لئے صف آراء ہو گئے۔ وہ لوگ جو صاحبِ اقتدار تھے اور ساری دُنیا کو اپنے قبضہ میں سمجھتے تھے اور اپنے ملکوں سے باہر کے لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے تھے اس اکیلی آواز کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ غرض دُنیا کی ساری دولتیں، سارے اقتدار، ساری طاقتیں، سارے ہتھیار اور لوگوں کے ہر قسم کے منصوبے، ان کے علم، ان کے فلسفے، ان کی سائنس اور ان کی ایجادات اس اکیلی آواز کو جو آج سے اسّی پچاسی سال (اور اَب تو نوّے سال۔ ناقل) پہلے دُنیا میں بلند ہوئی تھی اس کو دبانے کیلئے اکٹھی ہو گئیں مگر وہ اکیلی آواز آج لاکھوں انسانوں کی آواز بن کر ساری دُنیا کے گرد چکّر لگا رہی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اے ہمارے ربّ! ہم نے ان واقعات میں تیرے قادرانہ تصرفات کو دیکھا اور ہم اس یقین پر قائم ہوئے کہ جو تجھ سے چمٹ جاتا ہے وہی سب کچھ پالیتا ہے اور جو تجھ سے دُور رہتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔ اے ہمارے ربّ! ہم تیرے حقیر اور عاجز بندے ہیں۔ ہم تیرے کمزور اور بیکس بندے ہیں ہم تیرے بے یارومددگار بندے ہیں۔ ہم تیرے بے زر اور بے مال بندے ہیں۔ ہم تیرے قدموں کو پکڑتے ہوئے اور تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اے خدا! تُو ہماری ان حقیر کوششوں کی کم مائیگی اور کمزوری کی طرف نہ دیکھ، اُس جذبہ کو دیکھ جو ہمارے دلوں میں سمندروں کی طرح موجزن ہے ہمیں ہر لحظہ یہ خیال تڑپاتا ہے کہ کسی طرح تیرے بندے جلد تیری گود میں واپس آ جائیں، وہ ایک لمحہ بھی شیطان کی گود میں نہ رہیں۔ اے خدا! تُو ہماری اِن کوششوں میں برکت ڈال اور آسمان سے فرشتوں کے نزول سے ہماری مدد فرما۔"

(منقول از روزنامہ "الفضل" ربوہ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۷۴ء)

نذرانۂ عقیدت

بحضورِ امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ۔ احمد نگر)

ملّتِ بیضا مبارک تجھ کو رعنائی تری ❊ بعد اِک مدت کے ہے اُمّید بر آئی تری

اے مسیحِ وقت قرباں جاؤں تیرے نام پر ❊ معجزے کیا کیا دکھاتی ہے مسیحائی تری

دُور سے آیا ہے تُو اور دیر سے آیا ہے تُو ❊ بعد صدیوں کے ہمیں صورت نظر آئی تری

گاہ ڈھونڈا آسماں پر گاہ غاروں میں تجھے ❊ تھی تیری آمد سے پہلے خلق شیدائی تری

کل جو شیدائی تھے اب وہ مبتلائے وہم ہیں ❊ زعم سے ان کے کہیں برتر ہے رعنائی تری

جو سمجھتے تھے تجھے روشن ستارے کی طرح ❊ اے خورِ تاباں انہیں گرمی نہ راس آئی تری

غوطہ زن ہو جس قدر بھی، عقل پا سکتی نہیں ❊ قلزمِ عرفان! گہرائی نہ پہنائی تری

جو بشر ناداں ہیں لقمان بن جائیں سبھی ❊ ڈال دے گر عکس اپنا اُن پہ دانائی تری

اے خدا کے شیر اے اسلام کے بطلِ جری ❊ لرزہ بر اندام ہیں ہیبت سے عیسائی تری

کم ہے کیا یہ معجزہ مُردے ہزاروں جی اُٹھے ❊ قُم باذن اللہ کی جو نہی صدا آئی تری

یُوسفِ آخر زماں آئے گی آخر وہ گھڑی ❊ سر جُھکا کر مان لیں گے برتری بھائی تری

تجربہ ہے بارہا کا آپ ہی رُسوا ہُوا ❊ یا مسیح اللہ اچاہی جس نے رسوائی تری

چودھویں کا چاند بھی تجھ کو نظر آتا نہیں ❊ ہم نشیں ہیں کیا کروں ہے ختم بینائی تری

بادشاہوں سے ہے افضل وہ گدائے بے نوا ❊ مِل گئی ہے جس کو اے احمد پذیرائی تری

نُور سے تیرے منوّر ہو گیا قلبِ ظفرؔ
اے خُدا کے نُور جب سے روشنی پائی تری

۲۳ مارچ

احیاءِ دیں کے واسطے تیئیس ۲۳ مارچ کو ❊ چالیس ۴۰ جاں نثاروں نے اِک عہدِ نو کیا

اے نائبِ رسولؐ اے ملّت کے پاسباں ❊ حاضر ہیں جان و مال پئے مرضئ خدا

(شبّیر احمد واقفِ زندگی)

اسلام کا بطلِ جلیل

(محترم چوہدری شبّیر احمد صاحب واقفِ زندگی۔ ربوہ)

سرورِ کونینؐ کا موعود فرزندِ جلیل ❊ مہدئ مسعودؑ ہے وہ ابنِ مریمؑ کا مثیل

جب ہُوا مشہود وہ شہزادۂ امن و اماں ❊ چاند سُورج بن گئے اسکی صداقت پر دلیل

کُفر نے ہر سمت سے گھیرا ہُوا تھا دین کو ❊ آ گیا میدان میں اسلام کا بطلِ جلیل

اس کی آمد سے ہُوا عرفانِ قرآں کا نزول ❊ کس قدر برکت کا حامل تھا وہ پاکیزہ نزیل

تا قیامت غلبۂ اسلام کے ساماں ہوئے ❊ دُوسری قدرت کی نعمت مِل گئی وقتِ رحیل

دَولتِ ایماں سے مالا مال ہیں شبّیرؔ ہم
زندگی کٹتی ہے زیرِ سایۂ ربِّ جلیل

مردِ فارس غلام احمد علیہ السلام

(محترم مولانا محمد صدّیق صاحب امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ)

رازِ ہستی بتا دیا کس نے ❊ تجھ کو عارف بنا دیا کس نے

رفعتوں پر فلک کی پہنچا کر ❊ جلوۂ حق دکھا دیا کس نے

سارے دینوں پہ دینِ احمدؐ کو ❊ کر کے غالب دکھا دیا کس نے

کس نے توڑی صلیب بُرہاں سے ❊ شرک و باطل مٹا دیا کس نے

کر کے ثابت وفات عیسیٰؑ کی ❊ مقبرہ بھی دکھا دیا کس نے

کھا گئے مات دشمنانِ نبیؐ ❊ حق کا ڈنکا بجا دیا کس نے

از سرِ نَو تمام قوموں کو
جامِ وحدت پلا دیا کس نے

سارے عالم میں علم و عرفاں کا ❊ ایک دریا بہا دیا کس نے

خاتم الانبیاءؐ کی اُمّت کو ❊ آ کے پھر سے جگا دیا کس نے

نُورِ قرآں سے قریہ قریہ کو ❊ سچ بتا جگمگا دیا کس نے

چار سُو مُردنی سی چھائی تھی ❊ آ کے آبِ بقا دیا کس نے

مردِ فارس غلامِ احمدؑ نے
شاہد و مظہرِ محمدؐ نے

زندہ خدا، زندہ کتاب، زندہ رسول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش فرمودہ حقیقی اسلام کا شاندار تصور

ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں ۔ خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں؟

مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاھد ربوہ

"مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳)

دینِ اسلام

اللہ جل شانہٗ کا فرمان مبارک ہے کہ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران ۲۰)

وہ دین جس میں خدا کی معرفت صحیح اور اس کی پرستش احسن طور پر ہے وہ اسلام ہے۔

نیز فرمایا۔

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَ ھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (آل عمران ۸۶)

یعنی دین سچا اور کامل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے اور جو کوئی بجز اسلام کے کسی اور دین کو چاہے گا تو ہرگز قبول نہیں کیا جاوے اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا

اسلام میں سلسلہ مکالمات الٰہیہ

یہ نرا دعوےٰ ہی نہیں بلکہ قرآن مجید نے اس کے عملی ثبوت کے طور پر اسلام کے روحانی انوار و برکات اور تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ (یونس ۶۳)

یعنی خدا کے دوستوں کو الہام اور خدا کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس دنیا میں خوشخبری ملتی ہے اور آئندہ زندگی میں بھی ملے گی۔

ایک دوسری جگہ الہام و کشوف وغیرہ آسمانی انعامات اور آسمانی علوم کی یوں بشارت دی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ ۳۱)

جو لوگ خدا پر ایمان لاکر پوری پوری استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ان پر خدا تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور یہ الہام ان کو کرتے ہیں کہ تم کچھ خوف اور غم نہ کرو۔ تمہارے لئے وہ جنت ہے جس کے بارے میں تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔

اور حدیث نبوی میں ہے کہ

اذا اراد اللّٰہ بعبد خیرا فقھہ فی الدین والھمہ رشدہ

(جامع الصغیر للسیوطی)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے دین میں تفقہ بخشتا اور اس کی ہدایت کا الہام فرماتا ہے ع

عقل خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

ایک اور ارشاد نبوی ہے کہ

اذا اراد اللّٰہ بقوم خیرا امدّ لھم فی العمر والھمھم الشکر

(جامع الصغیر للسیوطی)

جب اللہ تعالیٰ کا منشاء کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنے کا ہوتا ہے۔ تو اس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔ اور ان کو شکر کا الہام کرتا ہے۔

معرفتِ الٰہی کے تین مدارج

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی برکات اور معرفت الٰہی کا علم تین درجوں پر منقسم ہے۔ (۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین۔ اس سلسلہ میں "خاتمۃ الفقہاء والمحدثین" حضرت الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی المکی (۹۰۹ھ - ۹۷۳ھ) "الفتاوی الحدیثیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:-

واعلم ان الیقین ھو نھایۃ المعرفۃ ومراتبہ ثلاثۃ، علم الیقین، وھو ما ینشأ عن النظر والاستدلال، وعین الیقین وھو ما یکون من طریق الکشف والنوال وحق الیقین وھو مشاھدۃ الغیب مشاھدۃ العیان کما یشاھد المرئی فالاول للاولیاء والثانی لخواصھم والثالث للانبیاء"

(ص ۳۰۳ مطبوعہ مصر ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

ترجمہ۔ جان لو کہ یقین معرفت کی نہایت ہے اور اس کے تین مراتب ہیں۔ (اول) علم الیقین جو نظر و استدلال سے پیدا ہوتا ہے (دوم) عین الیقین جو کشف اور فضل کی راہ سے ملتا ہے (سوم) حق الیقین اور وہ غیب کا آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہے جس طرح دیکھنے والا دیکھتا ہے۔ یقین کا پہلا مرتبہ اولیاء سے، دوسرا اولیاء میں سے خاص سے اور تیسرا صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔

مسیح موعود اور آسمانی وحی

محدث اسلام حضرت ابن حجر ہیثمی المکی علیہ الرحمۃ نے جہاں حق الیقین کے مرتبہ عالیہ کو صرف انبیاء سے وابستہ قرار دیا ہے وہاں اپنی اس معرکہ آراء تالیف میں مستند روایت کی بناء پر یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح ابن مریم امام مہدی اور حکم عدل کے منصب پر فائز اور حدیث مسلم کے مطابق نبی اللہ ہوگا اور اسے جبریل کی زبان سے وحی ہوگی۔ کیونکہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وہی سفیر ہے۔ آپ نے مزید لکھا کہ خبر "لا وحی بعدی" یکسر بے بنیاد ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جبرائیل امین کے نازل نہ ہونے کا خیال بھی قطعاً بے اصل ہے۔ (ص ۱۸۰ تا ص ۱۸۲)

ظہورِ مسیح موعود کا زمانہ

دنیائے اسلام کے اس عالم ربانی کی وفات کے قریباً تین سو برس بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دہریت، بدمذہبیت، مادہ پرستی اور اسباب پرستی انتہاء کو پہنچ چکی تھی کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اور سیاہ بادل پوری دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ اور مغربی الحاد اور فلسفہ کے زبردست سیلاب کے سامنے خدا کو ماننے والے بھی خس و خاشاک کی طرح بہے چلے جا رہے تھے۔ اور علماء ظواہر کی ایمانی اور دینی حالت کا یہ عالم تھا کہ وہ خدا کی اعجازی قدرتوں، آسمانی نشانوں اور الہامی برکتوں سے خالی بلکہ منکر ہو کر یہ سمجھنے لگے تھے کہ اسلام کی وہ تاثیرات اور برکات الٰہی وسماوی جو پہلی صدی ہجری میں اسلام کے عالمی انقلاب عظیم کا موجب و باعث ہوئیں آگے نہیں پیچھے رہ گئی ہیں۔ اور اب ان کو محض تاریخی طور پر تاریخ کے صفحوں کی زینت تو بتایا جا سکتا ہے۔ مگر عہد حاضر میں ان کی کوئی عملی اور واقعاتی شہادت پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ عجب!

مشرق وسطیٰ کے ایک فاضل کا اعتراف

چنانچہ مشرق وسطیٰ کے فاضل استاذ شیخ محمد عبدہٗ کے نامور شاگرد علامہ سید محمد رشید رضا (۱۸۶۵ء - ۱۹۳۵ء) نے

الوحی المحمدی میں لکھا ہے کہ خدا نے اپنی حکمت کاملہ سے بعض پیغمبروں کو معجزات عطا فرمائے تاکہ مخالفوں پر حجت قائم ہو۔ اور انہیں ڈرایا جاسکے۔ مگر اس قسم کے معجزات کا سلسلہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ختم ہوگیا ہے۔ (فصل پنجم ترجمہ ص۳) نیز یہ کہ موجودہ زمانہ میں قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی ایسا ثبوت موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ پیغمبروں کے معجزات اس طرح ثابت کئے جاسکیں کہ اہل عقل اُن کی تردید نہ کرسکیں۔

السید محمد رشید رضا نے "الوحی المحمدی" کے مقدمہ میں یہ بھی اعتراف فرمایا ہے کہ اسلام کی اصل حقیقت موجودہ تہذیب کے اجنبی علماء اور خود مسلمانوں سے بھی پوشیدہ ہے۔ اور "وہ آرزو کرتے ہیں کاش کوئی نیا نبی خدا کی طرف سے عالمگیر ہدایت لے کر آئے جو ان سب کی اصلاح کے لئے کافی ہو۔" (ترجمہ ص۵۹)

تحریک پین اسلام ازم کے مشہور مفکر اور داعی کا اعتراف

تحریک پین اسلام ازم کے مشہور داعی اور مفکر اسلام علامہ سید جمال الدین افغانی (ولادت ۱۸۳۹ء وفات ۱۸۹۷ء) فرمایا کرتے تھے کہ

"اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم یورپ کے آزاد انسانوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیں تو ہمارا فرض ہوگا کہ سب سے پہلے ہم انہیں قائل کرائیں کہ ہم مسلمان نہیں کیونکہ وہ قرآن کریم کو ہمیں دیکھ کر سمجھنا چاہتے ہیں۔"

(ترجمہ الوحی المحمدی ص۵۳)

شمالی ہند کے ایک عالم کا اعتراف

اسی طرح شمالی ہند کے ایک نامور عالم اور فرقہ اہلحدیث کے ممتاز لیڈر اور ایڈووکیٹ ابوسعید محمد حسین بٹالوی (متوفی ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء) نے ۱۸۹۶ء کے مشہور جلسہ اعظم مذاہب میں تقریر کی کہ

"پارلیمنٹ بھی تو مقنن ہے تو نبی کی کیا ضرورت ہے۔ منکر ان نبوت بالکل یہی دلیل دیتے ہیں۔ لیکن اسلامی فلاسفروں نے اسی لئے یہ کہا ہے کہ نبی میں خاص بات ہوتی ہے جس سے وہ عزیز ہوجاتا ہے۔ وہ معجزہ شیخ (بوعلی سینا) نے بھی شفاء میں لکھا ہے کہ نبی کے جسم میں ایک چیز ہوتی ہے۔ جس سے وہ فرشتوں سے متصل ہوتا ہے۔ وہ قائل ہے کہ جو فرشتوں کے علوم ہیں اس میں آجاتے ہیں۔ دوسرا اس میں ایسی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اس سے دوسرے میں تاثیر کرتے ہیں۔ فلسفیوں کا عقیدہ ہے کہ چار عناصر کا مادہ ایک ہی ہے۔ اگرچہ مختلف صورتیں ہیں۔ ... وہ کہتے ہیں کہ نبی جیسے کام آپ کرتا ہے۔ ویسا ہی اوروں سے کراتا ہے۔ تیسرا امر جو نبی میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ اسی لئے لوگ اُن کے معتقد ہوتے ہیں۔ وہ معجزہ دکھاتے ہیں۔ لیکن یہ وہ وقت ہے کہ لوگ معجزہ سے ہنستے ہیں۔ معجزہ مانگتے ہیں۔ لیکن انبیاء فوت ہوچکے۔ امت محمدیہ کے بزرگ ختم ہوچکے۔ بے شک وارث انبیاء ولی تھے۔ وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے لیکن وہ نظر نہیں آتے زیرزمین ہوگئے۔ آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے اور ہم کو گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم دکھا نہیں سکتے۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۴۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علیٰ وجہ البصیرت منادی

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ اپنے آقا و مطاع خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے سرچشمہ فیض کی بدولت عین الیقین کے بلند مینار پر کھڑے تھے۔ اسی لئے آپ نے اسی جلسہ اعظم مذاہب کے پلیٹ فارم سے علیٰ وجہ البصیرت اور عارفانہ شان و تمکنت کے ساتھ یہ منادی فرمائی کہ

"ایک اسلام ہی ہے جس میں خدا بندے سے قریب ہوکر اس سے باتیں کرتا۔ وہ اس کے اندر بولتا ہے اور اس کے اندر اپنا تخت بناتا اور اس کے اندر سے اسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے اور اس کو وہ سب نعمتیں عطا فرماتا ہے جو پہلوں کو دی گئیں۔"

پھر فرمایا:

"میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ و مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت سے مجھے عطا فرمایا ہے۔ تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں۔ اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی کو قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خبر سناؤں۔ جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں ..... میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قوموں نے تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا دی ہے۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کرلیتا ہے۔ اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ سے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۹)

حضرت مسیح موعودؑ کی منفرد شان

دورِ حاضر میں یہ امتیازی اور منفرد شان حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے عدیم المثال بطلِ جلیل کو ہی حاصل ہے۔ کہ آپ نے اسلام کی حقانیت کو تازہ بتازہ معجزات کرامات اور نشانات کے ذریعہ واضح کرکے دنیا بھر کے اہل مذاہب اور ان کے لیڈروں پر اتمام حجت کردی۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

اہلحدیث عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی اسی بھاری خصوصیت کا ذکر نہایت زوردار الفاظ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبوت محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرے۔"

(اشاعت السنہ جلد ہفتم نمبر ۶ ص۳۴۸)

تین ایمان افروز اصطلاحات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقی اسلام کے دائمی برکات و معجزات سے پوری دنیا کو متعارف کرنے اور ہر دل پر اس کا سکہ بٹھا دینے کی غرض سے تین ایمان افروز اصطلاحات رائج فرمائیں۔

۱۔ زندہ خدا
۲۔ زندہ کتاب
۳۔ زندہ رسول

اگرچہ چند سالوں سے یہ اصطلاحیں اسلامی دنیا کے بعض دوسرے علماء اور اہل قلم نے بھی استعمال کرنا شروع کردی ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ "مولوی" دہلی اگست ۱۹۵۸ء فروری ۱۹۶۳ء) مگر حق یہ ہے کہ ان کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ کی ہی ذات گرامی کا رہین منت ہے۔ حضورؑ ہی کے قلم مبارک سے پہلی بار یہ اسلامی لٹریچر میں شامل ہوئیں اور دنیا میں حضرت حضور ہی کی

ٗ ناشر مکتبہ منزل لاہور ۱۹۶۰ء

بدولت ان اصطلاحوں میں پوشیدہ معانی و مطالب سے روشناس ہوئی۔ ہاں آپ ہی وہ مجاہد اعظم ہیں جنہوں نے گنجینۂ اسلام کے ان خزانوں کو بڑی کثرت سے تقسیم فرمایا۔ جیسا کہ اسد اللہ الغالب سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ نے پیشگوئی کی تھی کہ

"لِلّٰہ عزّ و جلّ بہا کنوزٌ لیست من ذہبٍ و لا فضۃٍ و لکن بہا رجالٌ مومنون عرفوا اللّٰہ حقّ معرفتہ وہم انصار المہدی"

(کفایۃ الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب مؤلفہ حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الشافعی متوفی ۶۵۸ھ ناشر المطبعۃ الحیدریہ النجف ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

یعنی اللہ عزوجل کے ہاں سونا چاندی کے علاوہ اور بھی خزانے ہیں اور وہ مرد مومن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی عرفان حاصل ہے اور وہی مہدی آخر الزمان کے انصار ہونگے۔

اب ذیل میں زندہ خدا، زندہ کتاب اور زندہ رسول سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مجدد الف آخر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند حقیقت افروز تحریرات ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

زندہ خدا

۱۔ "زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ ملہم کر سکے۔ اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ وہ مردہ ہیں جن کے خدا [illegible] سے اب کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا اس کے نشان نہیں دیکھ سکتا۔ سو جس کا خدا مردہ ہے وہ اس کو ہر میدان میں شرمندہ کرتا ہے اور ہر میدان میں اس کو ذلیل کرتا ہے۔ اور کبھی اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس اشتہار کے دینے سے اصل غرض یہی ہے کہ جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی۔ جیسے اوّل ہے ویسے ہی آخر ہے۔ سچا مذہب کبھی خشک قصہ نہیں بن سکتا۔ سو اسلام سچا ہے۔ میں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ کیا یہودی اور کیا برہمو اس سچائی کو دکھلانے کے لئے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مُردوں کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے۔ اگر دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کوئی عیسائی طالب حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۴ و ۱۵)

زندہ کتاب

۲۔ لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولا کریم سے ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے۔ اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے۔ اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذّتِ وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے اگر ان کے وجودوں کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے۔ تو ان کا عرق بجز حُبّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر اور بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں ان پر ثابت ہوا کہ خدا ہے انہی پر کھلا ہے کہ ایک ہے جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کو سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور ان کی در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۳۰، ۳۱)

۳۔ "ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں۔ ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ ظلماتی پردے اٹھ جاتے ہیں۔"

(کتاب البریہ ص ۶۵)

زندہ نبی

۴۔ "روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں [illegible] کے شامل حال ہوئیں.... بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رساں نہیں اور لاحاصل ہے وہ بقا جس میں فیض نہیں۔ دنیا میں صرف دو زندگیاں قابل تعریف ہیں (۱) ایک وہ زندگی جو خود خدا تعالیٰ حیّ و قیوم مبدء فیض کی زندگی ہے (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانے میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مردہ ہے نہ زندہ۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے پایا۔ اور اس قدر نشان غیبی دیکھے۔ کہ ان کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا۔"

(تریاق القلوب ص ۱)

حقیقی اسلام کی تلاش

در اصل زندہ خدا، زندہ کتاب اور زندہ رسول کی برکات و تاثیرات ہی کی لازوال دولت تھی جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب کوثر ہونے کی حیثیت سے اوّلین کو عطا فرمائی۔ اور اسی کو آخرین تک پہنچانے کے لئے مسیح محمدی کی بعثت مقدر تھی۔ اور آج دنیائے اسلام بھی اسی دولت کی تلاش میں بے چین ہے جس کا تازہ ثبوت رابطہ عالم اسلامی کی وہ عالمی کانفرنس بھی ہے۔ جو مرکز اسلام مکہ معظمہ دام اللہ شرفہا میں سالانہ "مسجد" کے موضوع پر [illegible] (رمضان ۱۳۹۵ھ / ۲۰ ستمبر ۱۹۷۵ء)

سے کہ ۲۰ رمضان ۱۳۹۵ھ/ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۵ء تک منعقد ہوئی اور جس میں دنیائے عرب کے علاوہ دوسرے تمام ممالک کے مفکر اور دانشوروں نے اپنے مقالوں میں مسلمانانِ عالم کے علمی، اخلاقی، دینی اور روحانی زوال کا ایسا دردناک نقشہ کھینچا ہے کہ روح کانپ اٹھتی ہے اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ مفتی شام فضیلۃ الشیخ احمد کفتارو نے اپنے فکر انگیز مقالہ میں کھلے طور پر ارشاد فرمایا

اننا بحاجة الی هذا الداعی الکبیر والمرشد الحکیم الذی یطبع علی غرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبالشکل الذی کان علیہ سلفنا الصالح من علم وعمل وحکمة واخلاص۔

(بحوث مؤتمر رسالة المساجد ص۲۵ دار عکاظ للطباعة والنشر جدہ)

ہمیں اس داعی کبیر اور مرشد حکیم کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر اس شکل سے مہر ثبت کرے جس پر ہمارے سلف صالحین علم و عمل اور حکمت و اخلاص کے اعتبار سے قائم تھے۔

اس کانفرنس کے انعقاد سے ایک سال قبل مکہ معظمہ کے مشہور عالم خطیب وامام الشیخ محمد بن سبیل نے بھی بیت اللہ کے سایہ میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ:

ایها المسلمون لا نصر ولا عز ولا تقدم ولا رقی الا بالتمسک بکتاب اللہ والاهتداء بهدی نبیه والاجتماع تحت رایة الاسلام اسلاماً حقیقیاً عقیدةً وعلماً وتحکیماً

(اخبار العالم الاسلامی ۵ شعبان ۱۳۹۴ھ ص۱۳-۱۶ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۷۴ء)

یعنی اے مسلمانو، کوئی نصرت، کوئی عزت، کوئی ترقی، کوئی بلندی کتاب اللہ سے وابستگی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے راہ نمائی حاصل کرنے اور اس اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوئے بغیر ممکن نہیں، جو عقیدہ علم اور قول فیصل ہونے کے اعتبار سے حقیقی اسلام ہے۔

حقیقی مسلمان کی تعریف

بالآخر واضح ہو کہ حقیقی اسلام کا عرفان حاصل کرنے اور زندہ خدا اور زندہ کتاب اور زندہ رسول کی تجلیات کا مورد بننے کے لئے محض اسمی یا دستوری مسلمان کا ہونا کافی نہیں۔ بلکہ حقیقی مسلمان ہونا ضروری ہے۔ جس کی تصدیق امام عصر حاضر سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام کے مقدس الفاظ میں یہ ہے کہ

"خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی مالکیت تامہ اور اس کی قدرت تامہ اور اس کی حکومت تامہ اور اس کے علم تام اور اس کے حساب تام اور نیز اس کے واحد لاشریک اور حی و قیوم اور حاضر و ناظر و ذوالاقتدار اور ازلی ابدی ہونے میں اور اس کی تمام قوتوں اور طاقتوں اور جمیع جلال و کمال کے ساتھ یگانہ ہونے میں پورا پورا یقین آجائے یہاں تک کہ ہر ایک ذرہ اپنے وجود اور اس تمام عالم کے وجود کا اس کے تصرف اور حکم میں دکھائی دے اور ھو القاھر فوق عبادہ کی تصویر سامنے آجائے اور نقش راسخ بیدہ ملکوت السموٰت والارض کا جلی قلم کے ساتھ دل میں لکھا جائے۔ یہاں تک کہ اس کی عظمت اور ہیبت اور کبریائی تمام نفسانی جذبات کو اپنی قہری شعاعوں سے مضمحل اور خیرہ کر کے ان کی جگہ لے لے اور ایک دائمی رعب اپنا دل پر جما دیوے اور اپنے قہری حملہ سے نفسانی سلطنت کے تخت کو خاکِ مذلت میں پھینک دیوے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیوے اور اپنے خوفناک کرشموں سے غفلت کی دیواروں کو گرا دے اور تکبر کے میناروں کو توڑ دے اور ظلمت بشری کی حکومتیں وجود انسانی کی دار السلطنت سے بکلی اٹھا دیوے اور جو جذبات نفس امارہ کی طبیعت انسانی پر حکومت کرتے تھے اور باعزت سمجھے گئے تھے ان کو ذلیل اور خوار اور ہیچ اور بے مقدار کر کے دکھلا دیوے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۱۸۰-۱۸۲)

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

قُم باذنِ اللہ گفت و زندہ کرد

مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم

یافتم جاں از مسیحائے زماں
مُردہ بودم داد جانِ جاوداں

قُم باذنِ اللہ گفت و زندہ کرد
زندہ و دانندہ و درخشندہ کرد

بے زباں بودم مرا آواز داد
نغمہ ہائے نو بہ تو را ساز داد

در دلِ من منجمد بُد خونِ من
از دمِ اُو مضطرب شد خونِ من

کور بودم دیدۂ من کرد وا
دیدہ ام صد جلوۂ ارض و سما

خاک بودم خاک را اکسیر کرد
بے ضیا بودم مرا تنویر کرد

○

ظہورِ مہدی علیہ السلام کے ۲ دو عظیم آفاقی نشان

آنحضرتؐ اور آپؐ کے عظیم رُوحانی فرزند کی صداقت پر بے نظیر آسمانی گواہی

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ

آخری زمانہ میں امت محمدیہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے اور شیعہ اور سُنی فرقوں کے لٹریچر میں ان کی آمد کے متعلق بکثرت احادیث پائی جاتی ہیں بلکہ بعض احادیث اور آثار میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے لئے چودھویں صدی ہجری کی تعیین بھی کی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی آمد کی بہت سی علامات اور کئی اہم نشان احادیث میں بتائے ہیں

ایک خاص آفاقی علامت امام مہدیؑ کے ظہور کی جو شیعہ اور سُنی دونوں فرقوں کی کتب میں بیان ہوئی ہے وہ چاند اور سورج دونوں کو رمضان کے مہینہ میں گرہن لگنے کی ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ

(دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ و بحار الانوار جلد ۱۳)

یعنی ہمارے مہدی کی دو نشانیاں مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے وقت ظاہر نہیں ہوئے۔ وہ یہ ہیں کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔

اس بارے میں قرآن کریم کی پیشگوئی

اس گرہن کا اجمالی طور پر قرآن کریم میں بھی ذکر موجود ہے سورہ قیامہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یعنی جب چاند کو گرہن لگے گا اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے یعنی سورج کو بھی گرہن لگے گا۔ بظاہر تو سورج اور چاند کا جمع ہونا محال ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسین میں فرمایا ہے لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَھَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ کہ نظام شمسی کی عمومی اور معروف صورت یہی ہے کہ سورج اور چاند اکٹھے نہیں ہو سکتے! پس جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ سے درحقیقت کسوف شمس یعنی گرہن مراد ہے کیونکہ سورج گرہن اسی وقت ہوتا ہے جبکہ فلکیوں کی اصطلاح کے لحاظ سے سورج اور چاند اپنی مقررہ میعاد کے مطابق دو خاص عقدوں پر جمع ہو جاتے ہیں اور یہ اتفاقی نہیں ہوتا بلکہ نظام شمسی میں پہلے سے معین میعاد کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ نظام فلکی کے متعلق ایک کتاب توفیق الرحمٰن کے صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے اذا اجتمع الشمس والقمر عندھا تین العقدتین یکون القمر محاذیا لابصارنا وجرم الشمس محجب نورہ اٴنا فتنکسف الشمس یعنی سورج گرہن کے لئے یہ شرط ہے کہ سورج اور چاند عقدتین میں سے کسی ایک عقدہ پر جمع ہوں تب زمین اور سورج کے درمیان چاند حائل ہو کر سورج کی روشنی کو ہم تک پہنچنے سے روک دیتا ہے اسے کسوف شمس کہتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ میں سورج اور چاند کے اجتماع سے سورج گرہن ہی مراد ہے۔ گویا سورج گرہن اسی وقت ہوتا ہے جب چاند کا سایہ زمین پر پڑے اور یہ اسی وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک سورج اور چاند عقدتین پر جمع نہ ہو جائیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

کہا جاتا ہے کہ جمع الشمس والقمر قیامت کا ساتھ ہے جب کہ اس کائنات کی صف لپیٹ دی جائے گی اور چاند سورج کی نہ رہے گی لیکن اگر جمع الشمس والقمر پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قیامت صغریٰ کے موقع پر یعنی آخری زمانہ کے مامور کی بعثت کے وقت ایسا ہوگا۔ کیونکہ آیت میں چاند کے لئے جو خسف کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے معنے محض چاند کو گرہن لگنے کے ہی نہیں بلکہ اس کے بعد اس کے اپنی اصلی حالت پر آجانے کے بھی ہیں لیکن ظاہر ہے کہ جب قیامت کبریٰ کے موقع پر اس دنیا کے نظام کو ختم کر دیا جائے گا تو چاند و سورج کے وجود کی بھی ضرورت نہ رہے گی پس جب نظام ہی نہ رہا تو اس وقت خسوف قمر یا کسوف شمس ہونا بھی بے معنی ہے اور اگر ہوا بھی تو کسی پر حجت نہیں ہو گی کیونکہ اس وقت دار العمل ختم ہو کر دار الجزاء شروع ہونے والا ہوگا نیز ان آیات سے اگلی آیت وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس سورۃ میں مذکور اس خسوف و کسوف یا اجتماع شمس و قمر سے بعض انسانوں پر حجت تمام ہوگی اور یہ ایسا ہونا ان کے لئے ایک نشان صداقت ٹھہرے گا جس سے پھر انکار و فرار ناممکن ہوگا۔ چنانچہ اس زمانہ کے مامور و مہدیؑ کے ظہور کے بعد بعض لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اگر یہ مدعی واقعی مہدیٔ موعود ہے تو پھر رمضان میں معین تاریخوں پر خسوف و کسوف کیوں نہیں ہوا اور جب اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق یہ عظیم الشان علامت اسی طرح ظہور میں آگئی جس طرح کہ حضرت سرورِ کائنات خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تو امت کے سنجیدہ اور انصاف پسند لوگوں کے لئے صداقت کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ اور راہِ فرار نہ رہا یا کم از کم انہیں زبان سے ضرور اس علامت کے پورا ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک مخالف احمدیت عالم کے متعلق روایت آتی ہے کہ وہ رمضان میں چاند و سورج گرہن ہونے سے قبل لوگوں کو احمدیت کے خلاف اکسایا کرتے تھے اور چاند گرہن کا ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کس طرح امام مہدی ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کی تائید میں چاند و سورج کو رمضان میں گرہن نہیں لگا اگر وہ سچے ہوتے تو یہ نشان ان کے لئے ضرور ظاہر ہوتا۔ لیکن جب یہ نشان ظاہر ہو گیا تو کوٹھے پر چڑھ کر گرہن کو دیکھتے ہی شور مچانے لگے اور رانوں پر ہاتھ مار مار کر افسوس سے کہنے لگے کہ اوہو یہ کیا ہو گیا یہ تو سچ مچ ہی گرہن لگ گیا ہے اب لوگ گمراہ ہوں گے۔ اب لوگ مرزا صاحب کو مان لیں گے گویا سوائے حقیقت کا اقرار کرنے کے ایسے لوگوں کے لئے فرار کی کوئی راہ اللہ تعالیٰ نے باقی نہ چھوڑی۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو جُمِعَ کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہاں سورج گرہن ہی مراد ہے کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے علم ہیئت اور فلکیات کے ماہرین کے نزدیک جب سورج اور چاند عقدتین کے کسی ایک نقطہ پر جسے وہ لوگ راس اور ذنب کے نام سے تعبیر کرتے ہیں جمع ہو جائیں تو سورج گرہن لگ جاتا ہے۔

یہ موعود گرہن کب اور کیسے ہوا

یہ عظیم الشان پیشگوئی اور حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے مہدیؑ کی صداقت کا بے نظیر نشان کب ظاہر ہوا اس کی تفصیل خود سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا قلم مبارک سے پڑھئے حضور فرماتے ہیں!

"یہ دار قطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ نشانی ہے کہ خدا اس کے لئے اس زمانہ میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں گرہن ہوگا جو خدا نے مقرر کر رکھی ہیں یعنی تیرہویں چودہویں پندرہویں) پہلی رات تیرہ میں گرہن پذیر ہوگا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے (جو اس کے کسوف کے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

"ہمارے مہدی کی دو نشانیاں مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشانیاں کسی اور مامور کے وقت ظاہر نہیں ہوئیں وہ یہ ہیں کہ مہدیٔ معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔"

لئے خدا نے مقرر کر رکھے ہیں یعنی ستائیس اٹھائیس انتیس اور ملک میں کسوف وقوع پذیر ہوگا اور یہ دونوں خسوف و کسوف رمضان میں ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے چنانچہ یہ دونوں مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے ایک مرتبہ ہمارے اس ملک میں، دوسری مرتبہ امریکہ میں اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف و خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسلِ انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف و کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعویٰ کے بعد رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں میں خسوف و کسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس خسوف و کسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو اور دارقطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی خسوف و کسوف نہیں ہوا ہاں یہ تصریح سے الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر یہ پہلے کبھی خسوف و کسوف نہیں ہوا کیونکہ لم تکونا کا لفظ مونث کے صیغہ کے ساتھ دارقطنی میں ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف و خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لم یکونا مذکر کے صیغہ کے ساتھ چاہیئے تھا نہ کہ لم تکونا کہ جو مونث کا صیغہ ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آیتین ہے یعنی دو نشان کیونکہ یہ مونث کا صیغہ ہے" ... پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف و کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمے یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف و خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیئے اور صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف و کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے غرض صرف کسوف و خسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی کے وقت اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا"

(حاشیہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۴ و ۳۱۵)

یاد رہے کہ یہ عظیم نشان یعنی سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں میں گرہن لگنا حضرت مرزا غلام احمد مہدی موعود علیہ السلام کی زندگی میں اور دعویٰ مہدویت کے بعد ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۱۸۹۴ء میں وقوع میں آیا تھا اور دوسرے سال اسی طرح انہیں تاریخوں میں اس کرۂ ارضی کے دوسرے حصہ یعنی امریکہ وغیرہ میں وقوع پذیر ہوا۔

اس عظیم پیشگوئی پر مشتمل حدیث نہ صرف شیعہ اور سنی کتب حدیث میں موجود ہے بلکہ امت کے سالقہ بزرگ بھی اس کی توضیح کرتے آئے ہیں اور گرہن کی تاریخوں کی تعیین و تشریح میں بھی بلا اختلاف وہی کچھ بیان کرتے آئے ہیں جو سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

حدیث کی صحت کے ثبوت

بعض کوتاہ نظر لوگ حضرت سیدنا مہدی علیہ السلام کے مذکورہ بالا واضح اور بیّن بیان کو قبول نہ کرنے کی نیت سے کوئی معقول جواب دینے سے عاجز آ کر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حدیث کی صحاح ستہ میں یہ روایت نہیں آئی لہٰذا یہ مستند اور قوی روایت نہیں ہے ان کے جواب میں عرض ہے کہ اول تو جو حدیث من و عن پوری ہو جائے خواہ وہ کسی ضعیف سے ضعیف راوی یا چھوٹی سے چھوٹی حدیث کی کتاب میں مذکور ہو اس کے صحیح اور سچا ہونے میں کوئی شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہتی پس چونکہ یہ خسوف و کسوف والی حدیث اپنی تمام شقوں اور تفصیل کے ساتھ مکمل طور پر پوری ہو چکی ہے اس لئے اس کے صحیح ہونے میں کسی شک یا چون چرا کی قطعاً گنجائش نہیں۔ دوم اس لئے بھی اس کے صحیح ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ شیعہ اور سنی دونوں قسم کے محدثین کی مستند کتب میں وارد ہوئی ہے اور متفقہ طور پر ابتداء سے مسلّم چلی آئی ہے۔ سوم اکثر قدیم و جدید بزرگان امت اپنی کتب میں مہدیٔ آخر زمان کی اس عظیم علامت کو بیان فرماتے رہے ہیں۔ بلکہ کئی بزرگ اس پیشگوئی کی بنا پر الحاح سے خدا کے حضور دعائیں کرتے رہے ہیں کہ یہ اور اس قسم کی پیشگوئیاں امت مسلمہ کے حق میں جلد از جلد پوری ہوں اور اسلام کے دوبارہ غلبہ کا زمانہ جلد آئے۔ چنانچہ اکابر امت میں سے علامہ شیخ شہاب الدین ابن الحجر الهیثمی اپنی کتاب الفتاویٰ الحدیثیہ میں فرماتے ہیں:

" اکابر اہل بیت میں سے محمد بن علی سے روایت ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو آسمان و زمین کی پیدائش سے آج تک ظاہر نہیں ہوئے؟ ایک یہ کہ رمضان کے مہینہ میں پہلی رات چاند گرہن ہوگا اور دوسری یہ کہ سورج کا گرہن اس کے نصف میں ہوگا۔"

(مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱)

۲- شجر الاولیا میں لکھا ہے کہ

فاما آيات الافاق عند ظهور المهدى فخسفٌ و مسخٌ وقذف وتكثر النار ويقتل الرجال ويكثر القتال وينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فى نصف منه ولم تكونا منذ خلق السموٰت والارض"

(شجر الاولیاء تالیف محمد نور الحق صفحہ ۱۶۵)

یعنی امام مہدی کے ظہور کے زمانہ کی آفاقی نشانیاں یہ ہیں زمین کا دھنسایا جانا اور صورتوں کا بدلا جانا اور اتہام لگایا جانا اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت اور لڑائیوں کی کثرت اور چاند کو رمضان میں اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو گرہن لگنا اور سورج کو درمیانے دن گرہن لگنا اور یہ نشان آسمان اور زمین کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک کبھی ظاہر نہیں ہوا ہوگا۔

۳- نواب صدیق حسن خان صاحب بیان کرتے ہیں:

" اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن سورج کے مقابل آنے سے ایک عام حالت میں سوائے تیرھویں چودھویں اور پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے ستائیسویں اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخوں کے کبھی نہیں لگتا۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴)

۴- مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید اپنی کتاب اربعین فی احوال المہدیین میں اس حدیث کو اپنے فارسی شعروں میں بیان کرتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے اصل شعر وہاں سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

" تیرھویں صدی ہجری میں عجیب و غریب کاروبار نمودار ہوتا ہوا، میں چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں۔"

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کا ذکر اپنے مکتوبات میں فرما کر اس کی تصدیق فرمائی ہے۔

(مکتوبات ربانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)

نیز اس حدیث کی صحت اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت قرآن کریم ہے جہاں سورہ قیامہ میں اللہ تعالےٰ نے خود اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ قرب قیامت میں خسف القمر وجمع الشمس والقمر ضرور ہوگا۔ تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

رہا یہ اعتراض کہ اس حدیث کو حضرت امام باقر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچاتے لہٰذا یہ ان کا اپنا قول ہے تو یہ بھی اس لئے غلط ہے کہ اس قولِ رسول کی خود قرآن کریم تصدیق فرماتا ہے۔ نیز شیعہ محدثین اور بزرگوں اور ائمہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ جس حدیث کی نسبت نبی یا امام کی طرف ہو وہ حدیث مرفوع متصل کہلاتی ہے کیونکہ ائمہ اہل بیت کا یہی طریق رہا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ نیز اس سے بھی بڑا ثبوت اس حدیث کا حدیث رسول ہونے کا یہ ہے کہ یہ پوری ہو گئی۔ چنانچہ قاضی محمد سلیمان صدر اہل حدیث نے اخبار توحید امرتسر مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۰ء میں لکھا ہے:

" عجائبات علم حدیث میں سے وہ حصہ بھی ہے جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے کہ علم غیب کا مالک رب العالمین ہے اب

حدیث میں کسی پیشگوئی کا پایا جانا اور پھر ان ہی الفاظ کے مطابق وقوع میں آنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نبوت کی دلیل ہے اور الفاظ حدیث کی صحت کی بھی دلیل ہے۔

بائیبل میں کسوف وخسوف کا ذکر

بائیبل میں بھی اسی عظیم الشان نشان کی پیشگوئی ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں

"ان دنوں مصیبت کے بعد
سورج تاریک ہو جائے گا
اور چاند اپنی روشنی نہ دے
گا اور ستارے آسمان سے
گریں گے۔ اور آسمانوں کی
قوتیں ہلائی جائیں گی اور
اس وقت ابن آدم کا نشان
آسمان سے ظاہر ہو گا۔"
(متی باب ۲۴ آیت ۲۹ تا ۳۱)

یعنی آخری زمانہ میں مسیح کی آمد ثانی کے وقت سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے جس سے دراصل امام مہدی ہی کی آمد مراد ہے کیونکہ حدیث "لا مہدی الا عیسیٰ" کے مطابق عیسیٰ مسیح موعود اور امام مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

اسیطرح پرانے عہد نامہ میں یسعیاہ نبی بھی اپنی کتاب کے باب ۱۳ میں آخری زمانہ کے متعلق عجیب عجیب پیشگوئیاں کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سورج طلوع ہوتے ہوتے
تاریک ہو جائے گا اور چاند
اپنی روشنی نہ دے گا۔"

چاند اور سورج گرہن کے متعلق ان سب قدیم پیشگوئیوں کے اس زمانہ میں من وعن پورا ہونے پر حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

اور بھی کئی اکابر امت اور علمائے عصر حاضر نے اپنی کتب میں اس نشان کا ذکر فرمایا ہے مثلاً ملتان کے ایک مشہور بزرگ شیخ عبدالعزیز پرہاروی نے الہام الٰہی سے لکھا کہ ؎

در سنِ غاشی ہجری دو قِراں خواہد بود
از پئے مہدی و دجال نشاں خواہد بود

یعنی جب ۱۳۱۱ھ ہجری میں سورج اور چاند کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہو گا تب وہ مہدی اور دجال کی آمد کا ایک نشان ہو گا۔ اس شعر میں وہ سن ہجری بھی پیشگوئی کے طور پر قبل از وقت بیان کر دیا گیا جس میں یہ نشان وقوع پذیر ہونا تھا اسی طرح احوال الآخرۃ کے مصنف حافظ محمد لکھوکے والے بھی لکھتے ہیں:

تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا اک روایت والے

یہاں دراصل ستیویں کی بجائے اٹھیویں ہونا چاہیئے یا تھا اور شاید غلطی سے ستیویں لکھ دیا گیا ہے یا ہو سکتا ہے اصل میں تحریف کر دی گئی ہو۔

حدیث کو ضعیف ثابت کرنے والے کو انعام

بعض لوگوں نے سورج اور چاند کے گرہن کی اس عظیم الشان حدیث کے انکار کے لئے یہ حیلہ بھی نکالا ہے کہ اس کے بعض راوی ضعیف ہیں اس کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے مزید عرض ہے امام دارقطنی حدیث کے بڑے پایہ کے امام اور محدث مانے گئے ہیں اور گزشتہ بزرگان امت میں سے کسی نے بھی اس حدیث پر اعتراض یا تنقید نہیں کی بلکہ تصدیق کرتے رہے ہیں نیز حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب نخبۃ الفکر میں امام دارقطنی کے بارے میں لکھا ہے:

قال الدارقطنی
یا اھل بغداد
لاتظنوا ان احدا
یقدر ان یکذب
علی رسول اللہ وانا
حیٌّ

(حاشیہ ص۲۳)

کہ امام دارقطنی نے کہا کہ اے اہل بغداد یہ مت خیال کرو کہ میرے جیتے جی کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی حدیث منسوب کر سکتا ہے۔

سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اس بارے میں مخالفین کو چیلنج کیا ہے فرماتے ہیں

"اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ انعام تمہاری نذر کریں گے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۲۵)

پس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے عین مطابق اس زمانہ میں اس نشان کا پورا ہونا اور عین وقت پر سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں گرہن لگنا آنحضرت کی صداقت اور آپ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مہدی علیہ السلام کے مہدی موعود ہونے کا بیّن اور واضح ثبوت ہے۔

وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت

آؤ کچھ غور کریں وقت میں پنہاں کیا ہے
وقت کہتے ہیں کسے وقت کا عنواں کیا ہے

سورۂ عصر میں انساں کی ہدایت کے لئے
وقت کے بارے میں اللہ کا فرماں کیا ہے

ہے وہ انسان خسارے ہی خسارے میں سدا
جس نے جانا ہی نہیں تقویٰ و ایماں کیا ہے

وقت کی قدر ہے انساں کی فراست کی دلیل
وقت کو جس نے نہ پہچانا وہ انساں کیا ہے

جب گیا وقت کبھی لوٹ کے آتا ہی نہیں
پھر اسے کھو کے ترا ہونا پشیماں کیا ہے

وقت ہر زخم کو بھر دیتا ہے کچھ وقت کے بعد
وقت سے بڑھ کے کسی درد کا درماں کیا ہے

وقت کے ساتھ چلو وقت کی قیمت جانو
وقت کے بدلے کوئی لعلِ بدخشاں کیا ہے

وقت کی ربِّ محمدؐ نے قسم کھائی ہے
ہو نہ گر وقت تو یہ گردشِ دوراں کیا ہے

وقت کہتا ہے رہو مل کے بہم دنیا میں
وقت سے پوچھ لو تم پھوٹ کا نقصاں کیا ہے

ہے عیاں وقت سے ہی فلسفۂ موت وحیات
وقت بتلاتا ہے مہر و مۂ تاباں کیا ہے

وقت سے قائم و دائم ہے یہ دنیا کا نظام
ہو نہ گر وقت۔ تو یہ دل یہ شبستاں کیا ہے

وقت دے ساتھ تو ہر کام سنور جاتا ہے
وقت کے بعد یہ تعلیم و دبستاں کیا ہے

وقت کھو جائے تو ہوتا ہے یہ احساس ہمیں
ہم پہ اللہ کا یہ اکرام یہ احساں کیا ہے

"وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت"
پھر یہ تکذیبِ غلامِ شہِ شاہاں کیا ہے

آ چکے وقت پہ مہدی و مسیحائے زماں
اب کسی اور کا اے دوست تو خواہاں کیا ہے

آ کے سمجھا گئے دنیا کو وہ دینِ احمدؐ
اور جہاں جان گیا عظمتِ قرآں کیا ہے

اِسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کرنے والا فتح نصیب جرنیل

حضرت مسیح موعودؑ کا آئندہ نسلوں کو گراں بارِ احسان رکھنے والا عظیم قلمی جہاد

محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل ربوہ

انسان بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بہت سی مخلوقات پر ایک خاص مرتبہ اور مقام عطا فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ
اٰدَمَ ...... وَفَضَّلْنٰهُمْ
عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا
تَفْضِيْلًا

(سورہ بنی اسرائیل: ۷۰)

اور ہم نے بنی آدم کو بہت شرف بخشا ہے ...... اور جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے ایک کثیر حصہ پر ہم نے انہیں بڑی فضیلت دی ہے۔

فضیلت انسان

ان وجوہ فضیلت میں سے ایک وجہ فضیلت ان دو آیات کریمہ میں بیان فرمائی گئی ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

(سورہ رحمٰن: ۳-۴)

کہ اس ذاتِ پاک نے جس کا نام رحمان ہے، انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے اپنی بات کھول کر بیان کرنا سکھلایا ہے اور یہ وجہ فضیلت بہت سی مخلوقات کے ساتھ انسان کا مقابلہ کرنے سے بخوبی سمجھ آ سکتی ہے جس تفصیل اور وضاحت سے انسان اپنی ضروریات اور مافی الضمیر کو مختلف رنگوں اور پیرایوں میں بیان کر سکتا ہے، ہماری اس دنیا کی کوئی مخلوق، جمادات، نباتات، حیوانات بیان نہیں کر سکتے۔

زبان بہت سے حیوانات مثلاً اونٹ، گائے، بھینس، گھوڑے اور بکری کو بھی دی گئی ہے اور ان سب کی زبانیں انسان کی زبانوں سے بھی لمبی اور بڑی بڑی ہیں لیکن جس طرح انسان اپنی بات کو اپنی چھوٹی سی زبان سے بیان کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا حیوانات ان بڑی بڑی زبانوں سے بھی وہ کام لینے سے قاصر ہیں۔

پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کر کے فرمایا:

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ

(سورہ العلق ۳-۵)

کہ تو اپنے رب کا نام لے کر پڑھ تا جو سب سے زیادہ معزز ہے اور وہ وہی ذات ہے، جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ تعلیم دی ہے یا جس نے اسے قلم کے ساتھ لکھنا اور تعلیم دینا سکھلایا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے مافی الضمیر کو دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے گویا مافی الضمیر کے اظہار کے دو ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں۔

اوّل یہ کہ اپنی زبان کو خوب استعمال کر سکتا ہے اور کلام کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کو دوسروں پر اچھی طرح ظاہر کر سکتا ہے۔ اپنی حاجات اور مقاصد بیان کر سکتا ہے اور لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا سکتا ہے۔

دوم یہ کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو قلم سے بھی ادا کر سکتا ہے اور اسے محفوظ رکھ سکتا ہے اور جو کچھ وہ لکھتا ہے اسے دوسرے بھی سمجھ سکتے ہیں اور اس کے مقاصد قلم کے ذریعہ بھی لوگوں کے سامنے آ سکتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں بیان (تقریر) اور تحریر ایسی چیزیں ہیں جن سے دوسری مخلوق کو حصہ نہیں دیا گیا۔ اور وہ اس فضیلت میں انسان کی شریک نہیں ہیں۔ نیز انہی دو صفات سے انسانوں کے اندر بھی باہمی مقابلہ فضیلت ہوگا جس کا بیان (تقریر) اعلیٰ ہوگا وہ زبان کے لحاظ سے دوسرے پر فضیلت رکھے گا۔ اور جس کی تحریر اچھی ہوگی وہ تحریر (قلم) کے لحاظ سے دوسروں سے اعلیٰ ہوگا۔ اور کلام کا جو مقصد ہے یعنی اپنی ضروریات بیان کرنا اور ان میں دوسروں کی مدد حاصل کرنا یا دوسروں کو اپنا تابع بنانا اور جسے وہ صراط مستقیم سمجھتا ہے اس پر انہیں چلانا بدرجہ اولیٰ اسے حاصل ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کو بیان بھی کہا گیا ہے اور قلم و دوات کو بھی قرآن شریف کی صداقت کا گواہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:-

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا
يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝
وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا
غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝

(سورۃ القلم: ۱-۴)

اور زبان و قلم سے وہ کام لئے جا سکتے ہیں جو دوسری کسی اور چیز سے لئے نہیں جا سکتے، حتیٰ کہ ایٹم بم سے بھی وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ جو چند منٹ کی گفتگو سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب ساری دنیا کے جنگ جُو اور لیڈرانِ قوم اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے

جنگ کرنا منع

ہے اور یہی عہد ہے جو اقوام متحدہ (U.N.O) اپنے ہر ایک ممبر بننے والی قوم اور حکومت سے لیتی ہے اور یہی وہ

حکم ہے

جو ہمارے مقدس میرزا نے ۱۹۰۰ء میں دیا تھا۔

انیسویں صدی کا ماحول

ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ولادت انیسویں صدی کے شروع میں (۱۸۳۵ء) میں ایسے وقت میں ہوئی، جب کہ سارے ہندوستان پر عیسائیوں کی انگریزی حکومت پوری طرح قابض ہو چکی تھی اور ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس پر انگریزوں کا پورا تسلط نہ ہو چکا ہو۔

ہندوستان ایک چھوٹا براعظم - Sub Continent تھا لیکن اس چھوٹے براعظم میں وہ خصوصیات پائی جاتی تھیں جو دیگر بڑے بڑے براعظموں میں موجود نہ تھیں مثلاً یہ ملک مجمع المخلوقات ہونے کے علاوہ مجمع المذاہب بھی تھا۔ اس میں بے دین اور ننگے دھڑنگے بھی تھے۔ اس میں زرتشتی یا پارسی، جین، سناتنی ہندو، بدھ، مذہب سے آزاد (ملحد) بیا ہمو، گزشتہ تباہ شدہ اقوام کے باقی ماندہ باعث عبرت اقوام چوہڑے، چمار، بھیل، راسانسی، وغیرہ، یہودی، عیسائی اور سکھ وغیرہ بڑی تعداد میں بستے تھے اور مسلمانوں کا

سواد اعظم

یعنی اکثریت بھی اس ملک میں آباد تھی اور مسلمانوں کی اس قدر آبادی کا دنیا بھر میں کوئی اور ملک تعداد کے لحاظ سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور یہ سب کے سب مکمل طور پر انگریزوں کے ماتحت تھے جو مذہب کے لحاظ سے راسخ الاعتقاد عیسائی اور جن کا جھنڈا صلیب کا نشان اپنے اوپر رکھتا تھا اور وہی ہندوستان کے گوشہ گوشہ پر لہرا رہا تھا۔

بعثت مسیح موعودؑ

ایسے وقت (۱۸۹۰ء) میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کی بعثت کا مقصد یہ مقرر کیا گیا کہ آپ سب مذاہب پر حسب وعدہ الٰہی

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(سورۃ الصف: ۹)

اسلام کو غالب کر دیں اور آپ کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔

(يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ
الشَّرِيْعَةَ)

کہ آپ دینِ اسلام کو زندہ کریں گے اور شریعت محمدیہ کو قائم کریں گے۔ (براہین احمدیہ)

قوم مسیح موعود

یہ کام اتنا عظیم الشان اور مشکل تھا کہ ان

کا ہونا محال نظر آتا تھا۔ دنیا میں عقلمندی اور دانشوری کا دعویٰ کرنے والوں کا ہمیشہ یہی عقیدہ رہا ہے کہ طاقت اور زورِ بازو کے بل بوتے پر سب کچھ ہو سکتا ہے اور [illegible] ہی صحیح بات ہے اگر طاقت اور زورِ بازو نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کسی قوم یا جماعت کو تو کیا، ایک آدمی کو بھی زیر نہیں کیا جا سکتا! اور سب لڑائیوں اور جنگوں کا ماخذ بھی یہی نظریہ ہے اور دنیا داروں کو بظاہر یہ بات بڑی معقول نظر آتی ہے۔ دنیا دار خود بھی جب تک کسی سے ڈریں نہیں، اپنی ڈگر پر چلتے رہتے ہیں اور جب انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے اور گالی کا جواب گولی سے مل جاتا ہے تو اپنے ہتھیار ڈال دیتے اور پتھر اور گولیاں برسانے والے کے تابع اور نیاز مند ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلِ قوم تو مسلمان تھے مگر وہ طاقت اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے ہندوستان میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھے، نہ اُن کے پاس مال تھا نہ دولت، نہ طاقت نہ قوت، نہ علم نہ عقل۔ ان کو تو انگریزوں کے پنجاب پر قابض ہونے سے قبل چند لاکھ سکھوں نے ہی زچ کیا ہوا تھا، حتیٰ کہ وہ اپنی مساجد میں نماز کے لئے اذان بھی نہیں دے سکتے تھے اور ہندوؤں کی اقتداء میں سر پر چوٹیاں بھی رکھ لیتے تھے اور افغانوں کا خون بہانا تو کیا بے چارے گائے کو بھی ذبح نہ کر سکتے تھے۔ بھلا ایسے لوگ جاہلیں کردہ غیر مسلموں کے سامنے کہاں ٹھہر سکتے تھے ان کی مثال ہندوستان میں بھی باوجود سوادِ اعظم ہونے کے سہ

کیا تیری اور کیا بدی کا شوربہ تھی،

جب مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی یہ حالت ہو، تو جن ممالک میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نہ تھی۔ انہوں نے کیا تیر مار لینا تھا! اور اسلام کو سب مذاہب پر غالب کر دینے اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے ان سے کسی مدد کی توقع کی جا سکتی تھی۔

آسمانی نصرت

مگر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے بندوں کے محتاج نہیں ہوتے اور نہ ان کی نظر غیر اللہ پر ہوتی ہے۔ وہ تو خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کے فرشتوں کی نصرت کے ساتھ کام کرتے ہیں اور دنیا پر غالب آجاتے ہیں اور اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے مدد آسمان سے آتی ہے۔ اور ایسے رنگ میں آتی ہے کہ منکروں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور ان کی آنکھیں اسی مدد کو دیکھ کر چندھیا جاتی ہیں اور بالآخر ان میں سے نیک بختوں کو اعتراف کرنا پڑتا ہے (اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ) کہ ہم خطاکار تھے۔

علمِ کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کو وہ معجزہ عطا فرمایا جائے۔ جس سے حق اور باطل میں واضح تمیز ہو جائے اور مجرم اپنے کیفرِ کردار کو پہنچیں اور یہ تھا:.....

کلام کا معجزہ یعنی آپ اپنی زبان اور دستِ قلم سے وہ کام کر کے دکھلائیں جس سے لوگوں کے دل اسلام کی طرف کشاں کشاں چلے آئیں اور وہ اسلام میں خوش دلی اور اخلاص سے داخل ہوں کیونکہ انسان جب کسی چیز کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اور کسی بات کی سچائی اس کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے، تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے قبولِ حق سے سرمو انحراف نہیں کرنے دیتی اور وہ اپنی جان کو بھی سچائی کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے شیطان اسے آگ میں ڈالتا ہے تو وہ اس آگ میں جل کر اپنے مولائے حقیقی کی راہ میں خاکستر ہو جانا قبول کر لیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی سورۃ البروج گواہی دے رہی ہے اسی لئے عقلمندوں نے کہا ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

کہ نیزہ کے زخم تو مندمل ہو سکتے ہیں لیکن زبان نے جو زخم لگائے ہوں وہ کبھی مٹ نہیں سکتے اور قرآن شریف نے بھی یہی فرمایا ہے کہ:

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ
عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى
مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

(سورۃ الانفال: ۴۳)

جس نے ہلاک ہونا ہے وہ دلائل سے ہلاک ہو جائے اور جس نے زندہ رہنا ہے وہ دلائل سے زندہ رہے!

(باقی)

امامِ زماں کا ظہور

اے دوستو امامِ زماں کا ظہور ہے
نورِ نگاہِ کون و مکاں کا ظہور ہے

آباد ہو رہے ہیں فضاؤں میں زمزمے
کنجِ چمن میں سروِ رواں کا ظہور ہے

اب ناتوانیوں کی رہیں ظلمتیں کہاں
گردوں پہ مہرِ تاب و تواں کا ظہور ہے

محرومیٔ حیات کا شکوہ فضول ہے
آفاق میں مسیحؑ زماں کا ظہور ہے

مدت ہوئی کہ سیف و سناں کند ہو چکے
سازِ نوائے امن و اماں کا ظہور ہے

قند و نبات شرم سے آب آب ہو گئے
اللہ کیسے شیریں بیاں کا ظہور ہے

طوفانِ رنگ و بو کو لئے آگئی بہار
گلشن میں مرغِ زمزمہ خواں کا ظہور ہے

لہرائیں کیوں نہ فرطِ مسرت سے دردمند
اک چارہ سازِ دردِ نہاں کا ظہور ہے

ارض و سما میں دیدۂ بینا کے واسطے
ہر لمحہ ایک تازہ نشاں کا ظہور ہے

اب تشنہ کامیوں کی شکایت فضول ہے
بادہ گسار و پیرِ مغاں کا ظہور ہے

ہیں نغمہ ریز ہر طرف موجیں نشاط کی
تسنیم سلسبیلِ رواں کا ظہور ہے

اللہ بخش تسنیم مرحوم

ہندومت اور آریہ دھرم پر غلبۂ اسلام کا مہتم بالشان ظہور

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ

(سلطان احمد پیر کوٹی)

حالت زمانہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اسلام بہت کمزور ہو چکا تھا اس کی حالت بہت نازک تھی وہ ایک بے کس اور یتیم بچہ کی طرح تھا جسے کسی دوسرے کی مدد کے بغیر اپنا وجود قائم رکھنا مشکل ہو گیا تھا وہ ایک جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی روح مفقود ہو چکی تھی اسے ایک مردہ دین سمجھا جانے لگا تھا۔ ہر مذہب اسے اپنا شکار سمجھتے ہوئے اس پر اپنی نظریں لگائے بیٹھا تھا۔ ہر طرف سے اس پر حملے ہو رہے تھے مخالفین اسلام خصوصاً عیسائی پادری اور دہریہ مل کر کثرت سے ہوکر اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے آپ کو گالیاں دیتے۔ اور گندے اور فحش اعتراضات کرتے۔ ہندو قوم جو ایک مردہ قوم سمجھی جاتی تھی اور تبلیغی میدان میں آنے کی اسے کبھی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ اس میں بھی ایک ترقی پسند فرقہ آریہ سماج کھڑا ہو گیا تھا جو مسلمانوں کو ہندومت میں داخل کرنے کا عزم لے کر میدان میں اتر آیا۔

بعثت مسیح موعودؑ اور نوید فتح

اسلام کی اس نازک حالت کے وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا وہ نہ صرف ان مذاہب کے جارحانہ حملوں سے اسلام کو بچائیں مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیں، اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ بلکہ انکی تعلیمات کا بدلائل بطلان کر کے انہیں میدان سے پیٹھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیں۔ آپ نے مسلمانوں کو مایوسیوں کے اتھاہ گڑھوں سے باہر نکالا ان کے حوصلوں کو بلند کیا۔ اور انہیں یہ باور کرایا کہ وہ ایک زندہ مذہب کے پیرو ہیں۔ ان کا رسول ایک زندہ رسول ہے اور ان کی کتاب ایک زندہ کتاب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں کاری ہتھیاروں سے مسلح کیا ہوا ہے اگر وہ اپنے حوصلوں کو بلند کریں۔ اور ان مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں باہر نکل آویں تو کسی مذاہب کا پیرو اسلام کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ کسی وقت اپنی طاقت دکھلا چکا ہے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دیگا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل کی مخالفانہ طاقتوں کو ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵)

نشان نمائی کی عام دعوت

آپ نے مسلمانوں کو نوید فتح دینے اور ان کے حوصلے بڑھانے کے ساتھ ساتھ اسلام کی برتری اور عظمت ثابت کرنے کے لئے عقلی اور نقلی دلائل دیئے۔ قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت فرمایا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپؐ کے زندہ جاوید ہونے پر اپنی کتب میں دلائل درج فرمائے۔ گویا مسلمانوں کے لئے مذاہب عالم کے ساتھ مقابلہ میں کام آنے والے ہتھیار مہیا فرمائے۔ آپ نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ [illegible] دعوت دی (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۱ و صفحہ ۲۲) اور اس دعوت کو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں بیس ہزار کی تعداد میں شائع فرما کر تمام بادشاہوں۔ فرمانرواؤں وزراء مدبرین مصنفین اور دینی علماء کو بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال فرمایا۔ آپ نے اس بات کا التزام فرمایا کہ کوئی معروف قابل ذکر صاحب عظمت و شہرت ہستی ایسی نہ رہے جس کو یہ دعوت نہ پہنچے۔ اس دعوت کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان میں ایک زبردست زلزلہ پیدا ہو گیا۔ اور غیر مذاہب کے سربراہ اور پیرو مبہوت و ششدر رہ گئے۔

روحانی مقابلہ کی دعوت

پھر آپ نے تمام مذاہب کو روحانی مقابلہ کی اجتماعی دعوت دی اور فرمایا کوئی شخص ہندو ہو یا عیسائی۔ آریہ ہو یا برہمو یہودی ہو یا اور کسی مذہب کا پیرو۔ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کرے بصورت فتح دس ہزار روپیہ بطور انعام پائے۔ اس روحانی مقابلہ میں بھی کسی مذہب کے پیرو کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اس طرح ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی مذہب زندہ کہلانے کا مستحق ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ دوسرے مذاہب روحانیت سے خالی ہو چکے ہیں۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت سے محروم ہیں۔

ہندوؤں کے عقائد کا بطلان

اجتماعی دعوت مقابلہ کے علاوہ حضورؑ نے علیحدہ علیحدہ طور پر بھی ہر معروف مذہب کے پیروؤں کو مقابلہ کی دعوت دی۔ ان دعوت ہائے مقابلہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانۂ حیات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مگر ان دعوتوں میں سے یہاں صرف ایک دعوت مقابلہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ہندومت کے پیروؤں کو دی گئی تا قارئین معلوم کریں۔ کہ اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل نے دشمنان اسلام کو کس طرح گھیرا اور انہیں شکست سے دوچار کر کے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کی دائمی برکات کو دنیا پر واضح اور ثابت طور پر ثابت کر دیا۔

ہندومت ایک مردہ مذہب تھا اس میں تبلیغی روح نہیں پائی جاتی تھی۔ مگر انیسویں صدی کے آخر میں اس میں ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جو آریہ سماج کہلایا یہ فرقہ ترقی پسند تھا اس فرقہ کے بانی پنڈت دیانند نے اسلام کی کمزور اور نازک حالت کو دیکھ کر مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم شروع کی اور اس نے اور اس کے پیروؤں نے اسلام پر حملے کئے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف گند اچھالنا شروع کیا۔ سخت گندہ اور فحش لٹریچر شائع کیا۔ اور تقریر کے ذریعہ طعن و تشنیع اور بدزبانی کا سلسلہ شروع کیا۔ دشمن اسلام کی یہ جرأت دیکھ کر بھلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا عاشق رسولؐ کب خاموش رہ سکتا تھا۔ آپ مقابلہ میں نکل آئے۔ آپ نے اسلام کی حقانیت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کے دلائل کا انبار لگا دیا۔ ان کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور اسلام کا روشن چہرہ پیش فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ویدوں کی حقیقت پر سے بھی پردہ اٹھایا اور ہندو مذہب کی تعلیم اور عقائد کا تاروپود بکھیرا۔ آپ نے اپنی کتب میں آریوں کے عقائد تناسخ۔ قدامت روح و مادہ اور نیوگ وغیرہ کا نہ صرف بطلان کیا۔ بلکہ وید اور قرآن کریم کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دنیا کو حقیقت کے سمجھنے کا موقعہ بہم پہنچایا۔ آپ نے بتایا کہ آریوں کے عقائد فطرت انسانی اور تہذیب کے خلاف ہیں وہ تمام اصول جن کے آریہ صاحبان پابند ہیں اور وہ تمام خیالات اور تاویلات جو اس فرقہ نے وید کی نسبت پیدا کئے ہیں وہ بہ ہیئت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ یہ محض پنڈت

دیانند جی آریہ سماج کے دل کے بخارات ہیں۔

ہندوؤں کو دعوتِ مقابلہ

آپ نے صرف لٹریچر پیدا کرنے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ آریوں کو مقابلہ کے لئے میدان میں آنے کی دعوت دی۔ آپ نے روح سے متعلق آریہ عقیدہ کے خلاف اخبار سفیر ہند میں ایک زبردست سلسلہ مضامین شروع فرمایا اور اعلان فرمایا کہ اگر پنڈت دیانند یا ان کا کوئی متبع اور پیرو اس عقیدہ کو بدلائل ثابت کر دے تو اسے پانسو روپیہ بطور انعام دیا جائے گا۔ مگر کسی آریہ لیڈر نے حضور کی اس دعوتِ مقابلہ کو قبول نہ کیا۔ اور میدانِ مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اور اس طرح اسلام کی صداقت اور اپنے مذہب کے بطلان پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

تناسخ کے ثبوت کے متعلق چیلنج

حضور علیہ السلام نے ابطالِ تناسخ اور مقابلہ وید و فرقانِ مجید کے موضوع پر پنڈت کھڑک سنگھ ممبر آریہ سماج امرتسر کی دعوت پر ایک مجلس مباحثہ میں ایک معرکہ آرا مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون میں حضور نے دعوے اور دلائل دونوں قرآن مجید سے پیش فرمائے اور مخالف فریق سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ویدوں سے اسی التزام سے تناسخ کا ثبوت پیش کرے۔ اور پھر اسی دعوت کو آریوں کے دوسرے مشہور لیڈروں تک بھی وسیع کر دیا۔ مگر کسی آریہ لیڈر نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ اور خاموشی اختیار کر کے اپنے مذہب کے بطلان پر ایک ثبوت مہیا کر دیا۔ بابا کھڑک سنگھ نے تو نہ صرف میدانِ مقابلہ سے فرار اختیار کیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد عیسائیت کو قبول کر لیا۔ اور ویدوں کے علومِ الٰہی اور راستی سے بے نصیب ہونے پر مضامین لکھنے شروع کئے۔

بانیٔ آریہ سماج کو صداقتِ اسلام معلوم کرنے کی دعوت

۱۸۸۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سوامی دیانند بانیٔ آریہ سماج کو متعدد رجسٹرڈ خطوط کے ذریعہ دعوت دی کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ آپ اپنے عقیدہ پر جمے رہنے کی بجائے قرآن کریم کے عقلی دلائل اور اس کی روحانی برکات ملاحظہ کرنے کے لئے "براہین احمدیہ" کا مطالعہ کریں اور اگر اس کے مطالعہ کے بعد بھی آپ کے شکوک کا ازالہ نہ ہو۔ اور آپ کی نظر میں اسلام کی صداقت مشتبہ رہے تو قادیان چلے آئیے آپ کی تسلی و تشفی کر دی جائیگی لیکن سوامی صاحب نے اس دعوت کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور آخر عمر تک سکوت اختیار کئے رہے۔

اور اس طرح ثابت کر دیا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور اس کی اسلام کے مقابلہ میں کچھ پیش نہیں جاتی۔

آریوں کو دعوتِ مباہلہ

۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب "سرمہ چشم آریہ" تالیف کی۔ اس کتاب میں تعلیماتِ وید اور قرآن کریم کے مقابلہ کے علاوہ معجزہ شق القمر، نجات دائمی ہے یا محدود۔ ارواح قدیم ہیں یا حادث۔ اور دیگر مسائل پر مفصل بحث ہے۔ کتاب کے آخر میں حضور نے تحریر فرمایا۔

"اگر کوئی آریہ ہمارے اس رسالہ کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد کو چھوڑنا نہ چاہے اور اپنی کفریات سے باز نہ آئے تو ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پا کر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔"

آپ نے اس مباہلہ کے لئے اول پنڈت مرلی دھر، ثانیاً لالہ جیون داس سکرٹری آریہ سماج لاہور اور ثالثاً منشی اندرمن مراد آبادی کو مخاطب فرمایا اور اعلان فرمایا کہ ان کے بعد کوئی ذی علم آریہ مقابلہ پر آ سکتا ہے۔ لیکن یہ دعوتِ مباہلہ کسی آریہ لیڈر نے قبول نہ کی۔ اور اس طرح اسلام کے مقابلہ میں آریہ مذہب کی شکست کو تسلیم کر لیا۔

پنڈت لیکھرام کی موت کے متعلق پیشگوئی

پنڈت لیکھرام نامی ایک آریہ لیڈر اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی بدزبانی، شوخی و استہزا اور گستاخی میں بے حد بڑھا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے للکارا اور خدا تعالیٰ سے علم پا کر اور فریقِ مخالف کی اجازت اور رضامندی سے اس کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی کہ

۱۔ وہ جلد ہلاک ہو جائے گا۔

۲۔ اس کی ہلاکت ۶ سال کے اندر ہوگی۔

۳۔ وہ عید سے متصل دن ہلاک ہوگا۔

۴۔ وہ گوسالہ سامری کی طرح جلایا جائیگا۔ اور اسکی راکھ دریا میں پھینکی جائیگی۔

۵۔ اس کی ہلاکت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسے شخص کو مقرر کیا گیا ہے جس کے چہرہ سے خون ٹپک رہا ہے

۶۔ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیغِ براں کا کشتہ ہوگا یعنی وہ قتل کیا جائے گا۔

آپ نے ملک بھر کے مسلمانوں، عیسائیوں اور آریوں کے سامنے

یہ زبردست تحدی بھی کی کہ اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور میں اس بات کے لئے بھی تیار رہوں گا کہ میرے گلے میں پھانسی ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

پنڈت لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو عیدالفطر کے دوسرے دن پیشگوئی کے عین مطابق ایک نامعلوم شخص کے خنجر سے قتل ہوگیا۔ اور آریوں پر اتمام حجت کا باعث بنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام کے قتل کو اسلام اور آریہ مذہب کے درمیان ایک امتیازی نشان قرار دیا ہے کیونکہ آپ کی طرف سے یہ دعوے تھا کہ مذہب اسلام سچا ہے۔ اور لیکھرام کی طرف سے یہ دعوے تھا کہ آریہ مذہب سچا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"یہ امتیازی نشان ہے جو مذہب اسلام کی سچائی پر گواہی دیتا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۶)

آپ کی اسلامی خدمات کا اعتراف

آریہ سماج کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اسلامی خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کا اس وقت کے لیڈروں نے بھی اعتراف کیا چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر نے تحریر فرمایا۔

"آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑ دینے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے ... آخر عمر تک مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں مصروف رہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"۔

جناب مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:

"ہم ان کمالات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رد میں لکھی گئی ہیں۔ اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے۔ آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بدتہذیبی سے آپا پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا نہ دے سکتے ہیں"۔

(بحوالہ تاثرات قادیان مؤلفہ مہاشہ فضل حسین صاحب مرحوم)

برہمو سماج پر اتمام حجت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوؤں کے ایک اور اہم فرقہ برہمو سماج پر بھی حجت پوری کی۔ اس کے لیڈر پنڈت نرائن اگنی ہوتری سے ۱۲ مئی تا ۱۶ جون ۱۸۷۹ء آپ نے ضرورت الہام کے موضوع پر ایک مباحثہ فرمایا۔ اور پنڈت صاحب کی اس بات کو تسلیم کر لیا کہ وہ یہ مباحثہ اپنے رسالہ ہندو باندھو میں شائع کریں۔ لیکن آپ نے یہ شرط کی کہ ایک آریہ پنڈت مثلاً پنڈت کیشب چندر سین اور ایک انگریز کو ثالث مقرر کیا جائے۔ ثالث صاحبان ہر فریق کے بیان کو اپنی رائے سے توڑیں یا بحال رکھیں لیکن پنڈت جی نے اس پر سکوت اختیار کر لیا۔ اور آٹھ سال کے بعد برہمو سماج ہی کو چھوڑ گئے۔ اور اس طرح وہ برہمو سماج پر اتمام حجت کے مصداق بنے۔

آریہ سماج کی موت کی پیشگوئی

۱۸۷۷ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔

اور آپ نے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ

"آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دے گا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور آخر کالعدم ہو جائیں گے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

فروری ۱۹۰۳ء میں آپ نے تحریر فرمایا۔

"یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا۔ اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں۔ جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ نہیں اور صدق و صفا کی روح نہیں۔ اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں

وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لیں گے، کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں کرتا ہے نہ آسمان کی۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۶)

دسمبر ۱۹۰۳ء میں فرمایا:

"آریوں کی شوخی اور اس جوش و خروش سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زبان درازیوں اور شوخیوں کا بہت جلد خاتمہ ہوگا۔ جب موسم بہار ہوتا ہے تو بہت سے کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں۔ پھر جب ان کو پر لگتے ہیں تو وہ بہت جلد ہلاک ہوجاتے ہیں۔ پس یہ بھی تھوڑے دن کے مہمان ہیں۔" (البدر ۱۶/۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء)

ستمبر ۱۹۰۶ء میں فرمایا:

"چونکہ مذہب آریہ میں روحانیت نہیں ہے اس واسطے اس کا قیام محال ہے۔" (بدر ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء)

مارچ ۱۹۰۷ء میں فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر جو کچھ ظاہر کیا ہے اور جس کی میں پیشگوئی کرچکا ہوں۔ کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہوں گے جو یہ (یعنی آریہ سماج والے) تباہ ہوجائیں گے" (الحکم ۶ مارچ ۱۹۰۷ء)

اعترافِ حقیقت

ابتداء میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تو آریہ لیڈروں نے اس کی بہت مخالفت کی۔ ایک مشہور آریہ لیڈر پنڈت رام بھجدت نے قادیان آکر اپنے لیکچر میں اس کی مخالفت کی اور پھر انہی پنڈت صاحب نے اخبار پرکاش مجریہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۳ء میں لکھا کہ موجودہ آریہ سماج کبھی سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ نیست و نابود ہوجائے گا۔ دھرم پال نے اپنے رسالہ "اندر" میں آریہ سماج کی موت پر ایک مضمون لکھا۔

دراصل پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوجانے کے بعد ہی آریوں کی کمریں ٹوٹ گئی تھیں۔ ان کے حوصلے پست ہوگئے تھے اور مذہبی اور تبلیغی لحاظ سے ان پر موت کی غشی طاری ہوگئی تھی۔ لیکن افاقۃ الموت کی طرح انہوں نے شدھی کے دور میں ملکانہ کے علاقہ میں جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ چونکہ ان کی موت جماعت احمدیہ کے ہاتھوں ہی مقدر تھی۔ اس لئے اس دور میں بھی سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی آسمانی قیادت میں احمدی مجاہدین نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اس کے بعد ان کی تبلیغی روح بالکل ختم ہوگئی۔ اور اس کا اعتراف بارہا خود آریہ لیڈروں اور دانشوروں نے کیا ہے۔

نومبر ۱۹۰۳ء میں ایڈیٹر "آریہ ور" نے لکھا۔

"آج آریہ سماج کی لیڈری کی ڈینگ مارنے والے آریہ سماج کو بھول کر دوسری وقتی تحریکوں سے راگ الاپ رہے ہیں۔ جہاں آج سے کچھ سال پہلے آریہ سماج کے بھجنیک بڑے جوش و خروش سے بھجن گایا کرتے تھے کہ ملک کے مندروں میں ہو وید پاٹھ جاری یورو شلم میں گونجے جاکر اصلا ہماری وہاں آج مکہ اور یوروشلم میں تو جانا کیا بھارت ورش سے بھی نرشا دنا امید ہی پرگھٹ (ظاہر) کی جارہی ہے۔ بڑے بڑے آریہ سماج کے ختھلتا (کمزوری) کا شکار ہورہے ہیں۔"

پروفیسر دیوان چند شرما پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور نے لکھا

"آریہ سماج کے مندر بند پڑے ہیں۔ ان میں ہفتہ وار حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ اور جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ وہ بھی اپنے پرمیشور کے پریم سے نہیں جاتے۔ ..... ہم آریہ سماج کے روحانی پہلو کو بالکل بھولے ہوئے ہیں اور ایشور بھگتی سے لاپرواہ ہیں۔" (آریہ ویر ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء بحوالہ الفضل ۹ دسمبر ۱۹۳۵ء)

سوامی سردانند جی لکھتے ہیں۔

"افسوس ہے تو یہ کہ آریہ سماج کا پھول بن کھلے مرجھا گیا ہے۔"

لالہ دیوی چند جی نے کہا۔

"آریہ سماج کے کچھ ودوانوں کو اس مشن کی صداقت پر شک ہوگیا ہے "کچھ ودوانوں" کو دیانند جی کے مشن پر شک کا اعتراف تو کر لیا گیا۔ باقی ودوان بھی جوں جوں تعصب کی دلدل سے نکلتے جائیں گے۔ ان کی بھی یہی حالت ہوگی۔ اور جب ودوانوں کے دلوں میں آریہ سماج کی صداقت کے متعلق شک پڑ گیا تو باقی جاہل ہی ہوسکتے ہیں جو آریہ سماج پر اعتقاد رکھیں۔" (پرتاپ لاہور ۳۰ نومبر بحوالہ الفضل ۱۶ دسمبر ۱۹۳۰ء)

"اس میں شک نہیں کہ نوجوانوں کے اندر آریہ سماج کا اثر دن بدن

زائل ہو رہا ہے۔
(آریہ گزٹ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء)
گویا جب کوئی یہ ہے کہ مورتی پوجا کا کھنڈن کرنے والے دھرمی ہو یا نہ کا چلایا ہوا آریہ سماج اب زندہ نہیں رہا۔ تو کیا یہ جھوٹ ہے۔ اس میں سارا جگ جیون کا پراکس ہو رہا ہے۔ اس کی ترقی رک گئی ہے۔" (آریہ گزٹ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۶ء)

ان حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آریوں کی دو جاتی قوت سے متعلق پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی اور ہندوؤں کا یہ فرقہ جو دوسرے مذاہب کے پیروؤں خصوصاً مسلمانوں کو اپنا شکار سمجھ رہا تھا کس طرح خود ہی موت کا شکار ہو گیا ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

ہندو مذہب کا اسلام کی طرف رجوع

توحید کی تعلیم جو سلسلہ جلد پھیلتی جا رہی ہے شرک مٹتا جا رہا ہے۔ ہندوؤں میں لاکھوں دیوتا تسلیم کئے جاتے تھے۔ مگر اب ان میں جتنے نئے فرقے نکلے ہیں سب توحید پیش کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے مذہب میں بت پرستی ہے ہی نہیں۔ خدا تو ایک ہی ہے۔ باقی سب اس کے جلوے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر آریوں کے سب و شتم کو نظر انداز کر دیا جائے تو ان کا ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد کو توحید کی طرف مائل کر دینا ایک بڑی خدمت ہے۔ ورنہ پنجاب کے ملک میں اس قدر ہندوؤں سے بت پرستی ترک کروانا بہت مشکل تھا۔ آریوں نے در حقیقت اسلام کے لئے اپنی قوم کی طرف راہ کھول دیا ہے" (ازالہ اوہام)

" ذرا روحانیت ان (ہندوؤں) میں آئی تو فوج در فوج اسلام میں داخل ہونگے۔ پہلے زمانوں میں جب ہندو مسلمان ہوتے تھے۔ وہ در حقیقت انتشار روحانیت کا زمانہ نہ تھا اس لئے گمراہ رہے۔ اب جب روحانیت ان میں پیدا ہوئی اور حق کو انہوں نے شناخت کر لیا تو بڑی شرح صدر اور ذوق سے اسلام میں داخل ہونگے۔" (البدر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

ہندوؤں کو بت پرستی سے دستبرداری کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آریہ فرقہ کو پیدا کر دیا۔ یہ لوگ اسلام کی ڈیوڑھی پر ہیں ایک غیب کا دھکا لگے تو تمہارے بھائی بن جائیں گے۔" (الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور ہندوؤں کی بھاری اکثریت اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ اور ان کی علیحدہ اور نمایاں حیثیت ختم ہو جائے گی۔ آپ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ اپنے اس وقت کے کرشن یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کا جوا ہندو اپنی گردنوں پر رکھیں گے۔ اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اسے حرز جان بنا کر روحانی تسکین حاصل کریں گے۔

۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو آپ نے ایک اشتہار شائع فرمایا اس میں تحریر فرمایا۔

"میں آپ (سر سید احمد خان صاحب ناقل) کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا ابھی وہ بچے ہیں انہیں معلوم نہیں کہ ایک ہستی قادر مطلق موجود ہے۔ مگر وہ وقت آتا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور زندہ خدا کو اس کے عجائب کاموں کے ساتھ بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہیں پائیں گے۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۳)

ازالہ اوہام میں جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی آپ نے تحریر فرمایا۔

"اب وہ (ہندو ناقل) مقابلہ پر آکر اور میدان میں کھڑے ہو کر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آپڑے ہیں اور اس صید قریب کی طرح ہو گئے ہیں جس کا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے۔۔۔۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے۔ کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے۔ مگر ان پڑھے لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔" (ص ۳۳)

۱۹۰۲ء میں آپ نے فرمایا۔

"وہ دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں۔ اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔"
(الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء)

غلبۂ اسلام ایک اٹل تقدیر ہے جو بہر حال ہو کر رہے گی۔ مذاہب باطلہ اس کے مقابلہ میں شکست کھا کر اپنی حیثیت کھو دیں گے۔ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونے والا کلام اور آپکی پیش فرمودہ باتیں بھی بہر حال پوری ہو کر رہیں گی

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

مگر اس غلبہ کے لانے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ پر بھی بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں اس سلسلہ میں وقت کی قربانی بھی پیش کرنی پڑیگی۔ مال کی قربانی بھی دینی ہوگی۔ اور وقت پڑنے پر جان کی قربانی پیش کرنے میں بھی دریغ نہیں کرنا ہوگا۔ ہمارے پیارے امام نے فرمایا ہے کہ دوسری صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے۔ اور اس کے استقبال کے لئے آپ نے احمدیہ جوبلی فنڈ کے نام سے مالی قربانی کا مطالبہ فرمایا ہے اور ایک روحانی پروگرام بھی پیش فرمایا ہے اگر ہم خلیفۂ وقت کی اطاعت میں اس پروگرام پر عمل پیرا ہوں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اس سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کریں اور اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دست بدعا رہیں کہ ساری طاقت اور قوت اسی کو حاصل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعید نہیں کہ ہماری زندگی میں ہی اسلام ادیان باطلہ پر غلبہ حاصل کرلے اور ہم اس میں اپنی حقیر قربانیوں کے بارآور ہونے کی خوش نصیب ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی ہم عظیم اجر و ثواب کے مستحق ہوں ٭

اعانت الفضل

خاکسار کے دورہ کراچی کے دوران مکرم ملک فضل حق صاحب گلشن اقبال کراچی نے الفضل کی اعانت کا وعدہ فرمایا تھا۔ انہوں نے بذریعہ منی آرڈر دو روزانہ پرچوں اور دو خطبہ نمبر کے لئے ۲۰۰ روپیہ بھجوایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر الفضل ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے ۔ منیجر

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج

۔۔۔ پیدا کیا ہے مومن مایوس نہیں ہوتا ۔ اگر آپ شاہی حکیم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے نایاب ۔۔۔ ت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ہمارا خدمات حاضر ہیں ۔ نوٹ : جواب کیلئے ۲۰ پیسے کا ٹکٹ ۔۔۔ ل کریں ۔ فہرست مجربات ۔۔۔ مفت طلب کریں

{ فاضل الطب والجراحت حکیم حسن احمد فاروقی ۔ دواخانہ دار الامان ربوہ

شفقت اور پریم سے ہونیوالا

جانوروں کا اپھارہ

۔۔۔ گھونٹ ۔ منہ کھر ۔ کتاہ ۔ زہر باد ۔ تھنوں کی سوزش ۔ دودھ کی کمی ۔ داہ ۔ گلہڑ ۔ اور ۔۔۔ کامیاب نسخوں کا لٹریچر ۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر یا زمتی مفت حاصل کریں

کیور ہومیوپیتھک کلینک رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) ربوہ

فون : ۶۰۶/۶۰۷

قدیمی   آزمودہ   شہرہ آفاق

دواخانہ حکیم نظام جان

ہر قسم کے مشورہ کے لئے

دواخانہ حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

کی خدمات حاصل کریں

منیجر :

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

آپ اپنی صحت اور تندرستی کی بقا کے لئے ناصر دواخانہ ربوہ کی مفید و مجرب دوائیں استعمال کریں

بیرونی مریض قابل اعتماد اصولی علاج کے لئے پرچہ تشخیص و تجویز اور مکمل فہرست ادویہ جو مفید طبی معلومات پر مشتمل ہے مفت حاصل کریں

منیجر ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۔ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا (القرآن الحکیم) علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے (ترجمان رسول اکرم)

(بیرونی ممالک کی بہت زیادہ ڈیمانڈ کے پیش نظر پاکستان میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ)

بیکار مت بیٹھئے	تیاری بورڈ آف ایجوکیشن کے سلیبس کے مطابق کروائی جاتی ہے	کوئی ہنر سیکھئے

نسیم سٹیل فکسر ٹریننگ سینٹر رجسٹرڈ اندرون موچی گیٹ لاہور

(ریگولر اور سپیشل کلاسز میں داخلہ جاری ہے)

ہمارا ادارہ جمعہ کے روز بھی کام کرتا ہے

• الیکٹریشن • موٹر وائینڈنگ بمعہ فارمولا ڈیزائن • ریفریجریشن و ایئر کنڈیشننگ • ریڈیو • الیکٹریکل سپروائزر • اور ویلڈنگ (گیس و الیکٹرک)

نئی کلاسز عبد الماجد چغتائی (سابقہ پرنسپل راولپنڈی) کی زیر نگرانی شروع کی گئی ہیں ۔

نیز

• سٹیل فکسر • سٹرنگ کار پینٹر • پائپ فٹر • بلڈنگ پینٹر • اور کنسٹرکشن فورمین

کم فیس	ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی	کم مدت

نوٹ :۔ تمام میٹریل طلباء کو انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے فری دیا جاتا ہے اور عملی کام کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے ۔ عربی بول چال فری سکھائی جاتی ہے (داخلہ جاری ہے) کلاسز صبح ۔ دوپہر اور شام ۔ پراسپیکٹس مفت حاصل کریں ۔

احمدی احباب کے لئے فیس میں ۱۵٪ رعایت !

نسیم سٹیل فکسر اینڈ الیکٹرونک ٹریننگ سینٹر اندرون موچی گیٹ لاہور

فون ۶۰۵۲۰ / ۵۵۴۱۱

برانچ : 65/A کشمیر روڈ نزد جی ٹی ایس سٹینڈ صدر راولپنڈی

کوٹھی ، مکان ، پلاٹ ، زرعی زمین کی خرید و فروخت کیلئے

فضل عمر کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز

نزد ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

آپ کا مخلص ، مستعد ، معاون ادارہ

میں
پلاٹس و بنگلہ جات کی فوری خرید و فروخت کیلئے
قریشی پراپرٹی سینٹر
K.82 ظفر الحق روڈ راولپنڈی سے رجوع کریں

جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے
بہترین، با اعتماد اور محنتی ادارہ
جس کا نصب العین
دیانت، خدمت اور شرافت ہے
وہ احباب جو ان خوبیوں کو پسند کرتے ہوں ہمیں اپنی
خدمت کا موقع دیں!
راجپوت پراپرٹی ڈیلر
افضل مارکیٹ، گولبازار، ربوہ

بہترین کپڑے کی مشہور و معروف دوکان
مومن کلاتھ ہاؤس
517
گولبازار - ربوہ
دیانتداری ہمارا نصب العین ہے!
ہر قسم کے سوتی و ریشمی دیدہ زیب ملبوسات مثلاً
فلیٹ کریپ
وولی کریپ
وولی شفون
دوپٹے جارجٹ شفون
کیمرک پرنٹ
لٹھا
پاپلین
بیاہ شادی کے سوٹ
ہملٹن
ساٹن
وائل پرنٹ
سوفینی
ٹائیٹرون
کے ٹی شرٹنگ
بستر سیٹ
پردہ کلاتھ
اور دیگر اقسام کے پارچہ ہمارے ہاں تسلی بخش اور مناسب قیمت پر دستیاب ہیں

وسیع ممالک
نصرت آباد ــــ بہترین با اعتماد۔ پُرخلوص
ادارہ آپ کی خدمت میں نصرت آباد کے پلاٹس
ــ تجارتی و سکنی ــ ساہی وال روڈ بر دارالرحمت سے
قریب برائے فروخت پیش کرتا ہے۔ فوری قبضہ فوری رجسٹری۔
خدمت کا موقع دیں!!
مرزا عبدالسمیع (سابق سٹیشن ماسٹر)
ہمدرد پراپرٹی ڈیلرز چوک رحمت بازار ربوہ
فون ۵۲۲

ٹویوٹا
گاڑی کے ہر قسم کے اصلی پُرزہ جات
ہول سیل پر
الفرقان موٹر سٹور سے حاصل کریں!
۳۸ تبت سنٹر۔ بندر روڈ۔ کراچی
فون ــــ ۷۴۶۰۹

آپ کی طبی ضروریات کا مرکز
دواخانہ **ہاضموں** رجسٹرڈ
گولبازار۔ ربوہ

بجلی کے پنکھے
ہر سائز میں۔ اعلیٰ کوالٹی کے۔
پائیدار اور گارنٹی شدہ
خریدنے کے لئے فون ۴۹۲
الشفیق ریفریجریشن کالج روڈ ربوہ

حضرت مولانا مولوی نورالدین کا قائم کردہ ادارہ
۱۹۱۱ء سے خادم ادارہ
ناغہ کبھی نہیں
مخلصانہ مشورہ اور ہمدردانہ علاج
کے لیے تشریف لائیں یا خط و کتابت کریں
حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان
اوقاتِ مطب
صبح ۸ تا ۱ بجے، شام ۴ تا ۷ بجے
فون نمبر ۳۸۴۴
مشہور دواخانہ ◎ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی نرخوں پر خریدنے کے لئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۶۴۵۰۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!